سعادتوں کا دور

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب فرماتے ہیں :-

"ان دکھوں میں بھی خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے حسین لمحات مقدر کر رکھے ہیں۔ ہر دکھ کے پردہ میں ایک حسن لپٹا پڑا ہے۔ ہر مصیبت کے پردہ میں خدا تعالیٰ کی رضا کے پیغام چھپے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کی دیکھنے کی آنکھ ہو تو اس کو معلوم ہوگا کہ سعادت کا اتنا عظیم الشان دور بہت ہی شاذ کے طور پر قوموں کو نصیب ہوا کرتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اور خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گائیں۔ اس دکھ کی بھی حفاظت کریں جو خدا کی راہ کا دکھ ہے لیکن اس دکھ کے ساتھ اس حمد اور شکر کی بھی حفاظت کریں جو اس سعادت کے نتیجہ میں آپ کے دل میں پیدا ہونے چاہئیں اور اگر محض دکھ ہے اور یہ دکھ شکووں میں بدل جاتا ہے تو پھر جو کچھ آپ نے حاصل کیا تھا وہ سب ہاتھ سے چلا جائے گا۔"

(اقتباس از خطبہ جمعہ، ۷ مارچ ۱۹۸۶ء)

خالد

ماہنامہ ربوہ

دسمبر ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر
عبدالسمیع خان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

فتح ۱۳۶۵ ہش
جلد ۳۴ — شمارہ ۲
دسمبر ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر
عبدالسمیع خان
نائبین: فضیل عیاض احمد، عبدالقدیر قمر
معاونین: شمشاد احمد قمر، فضل الرحمان

قیمت سالانہ : ۲۵ روپے
" ماہانہ : ۲ روپے ۵۰ پیسے
ممالک بیرون : ۱۵۰ روپے سالانہ

اس شمارہ میں

پبلشر: مبارک احمد خالد   پرنٹر: قاضی منیر احمد   مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ   رجسٹرڈ: ایل ۵۸۳۰

اداریہ

با ادب با نصیب

یہ کہانی ہے اس شخص کی جس نے اپنے خدا کے نام کو عزّت اور تکریم کی نظر سے دیکھا اور بے ادبی سے بچانے کی کوشش کی تو خدا نے اس کے نام کو پستیوں سے اٹھا کر آسمان تک پہنچا دیا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا نام صوفیاء کے زمرہ میں بڑے ادب اور احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے اور ان کا ذکر کرتے ہوئے قلب و نظر عقیدت سے جھک جاتے ہیں اس لئے کہ وہ خدا کے سامنے کامل تذلّل اور انکسار اختیار کرنے والے تھے وہ خدا کے ہو چکے تھے اور اپنی تمام اعلیٰ لذّات اپنے خدا میں پاتے تھے مگر ان کی یہ حالت آغاز سے نہ تھی وہ تو شراب اور دنیاوی لذّتوں پر فریفتہ تھے۔ لیکن ایک گھڑی ان کی زندگی میں ایسی آئی کہ جس نے ان کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

ان کی توجّہ اور رجوع الی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خواجہ فریدالدّین عطارؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت بشر حافی ایک دفعہ حالت نشہ اور مستی میں کسی طرف جا رہے تھے اسی حالت میں آپ کو ایک کاغذ کا پرزہ نظر آیا جس پر بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کاغذ کو اٹھا کر صاف کیا اور عطر خرید کر اسے معطر کیا۔ اور ایسی جگہ رکھ دیا جہاں اللہ کے نام کی بے ادبی کا کوئی خدشہ نہ تھا۔

اسی رات ایک بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں حکم دیا کہ تم جا کر بشر سے کہہ دو کہ تم نے ہمارے نام کی عزّت کی اور اس کو معطر کر کے بلند جگہ رکھ دیا ہم بھی اسی طرح تمہیں پاک کر کے تمہارا مرتبہ بلند کریں گے۔

یہ حکم سن کر وہ بزرگ بہت حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ بشر تو ایک فاسق اور فاجر آدمی ہے یقیناً میرا خواب غلط ہے۔ چنانچہ وہ اس خواب کو جھٹک کر سو گئے۔ مگر خواب کے عالم میں دوبارہ یہی نظّارہ دیکھا مگر قوت متخیلہ کی غلطی سمجھ کر دوبارہ نیند کے عالم میں پہنچ گئے۔ تو تیسری مرتبہ انہیں خواب میں وہی حکم دیا گیا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔

چنانچہ وہ بزرگ صبح اٹھ کر بشر کے گھر پر تشریف لے گئے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ تو شراب خانے میں ہوں گے وہ بزرگ شراب خانے میں چلے گئے تو دیکھا کہ بشر نشے میں مدہوش ہیں۔ بڑی مشکل سے انہیں ہوش میں لایا گیا کہ آپ کے لئے ایک پیغام آیا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ کس کا پیغام ہے تو اس بزرگ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لایا ہوں۔ اور پیغام سنایا گیا تو اللہ کا نام اور پیغام سن کر آپ کے پورے وجود پر ایک لرزہ طاری ہو گیا۔ اور شراب کا نشہ ہرن ہو گیا۔ اس کی جگہ محبّت الٰہی کے لذّت بخش نشہ نے لے لی۔ اور آپ بلند تر روحانی منازل طے کرنے لگے۔ ؎

وہ کیسی خوش بخت گھڑی تھی جب بشر حافی رحؒ نے عالم مدہوشی میں اللہ کے نام اور کلام کی تعظیم کی۔ وہ عظمت باری

تعالیٰ کی کیسی زندہ چنگاری بشر حافیؒ کے دل میں گناہوں کی راکھ تلے دبی ہوئی تھی۔ جو محبت الٰہی کی شعلہ بار آگ میں تبدیل ہوگئی۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی گرانمایہ تصنیف کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے خود بشر حافی کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

یَا بِشْرُ طَیَّبْتَ اِسْمِی فَبِعِزَّتِی لَاُطَیِّبَنَّ اِسْمَکَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ [۲]

اے بشر تو نے میرے نام کو اس (دنیا میں) عطر سے معطر کیا (لیکن) مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں تیرے نام کو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اپنی رضا کے عطر سے ممسوح کروں گا۔

توبہ کرنے کے بعد حضرت بشر نے جوتی پہننا ترک کر دی اور ہمیشہ ننگے پاؤں چلتے پھرتے۔ اسی لئے آپ حافی کے لقب سے موسوم ہوگئے۔ یعنی ننگے پاؤں والا۔

ننگے پاؤں چلنے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ جس وقت میں نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ والا کاغذ کا پُرزہ اٹھایا تھا اس وقت ننگے پاؤں تھا۔ اب جوتی پہنتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ [۳]

اِس طرح آپ نے اُس انقلابی گھڑی کی یاد کو زندہ رکھا جس نے آپ کو خدا نما انسان بنا دیا تھا۔ جوتی پہننے کا ہوش نہ آپ کو اس گھڑی سے پہلے تھا نہ بعد میں تھا مگر پہلے ننگے پاؤں پھرنا نفسانیت کی فربہی کی وجہ سے تھا اور بعد میں ننگے پاؤں پھرنا روحانیت کی فراوانی کی وجہ سے تھا۔

اے مرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار

کیا سلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں اُمید اے میرے حصار

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اے میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہو دیں رستگار

(درثمین)

[۱] [۳] تذکرۃ الاولیاء۔ ذکر بشر حافی۔ از خواجہ فرید الدین عطار

[۲] کشف المحجوب۔ ذکر تبع تابعین بعنوان بشر حافی از عثمان بن علی ہجویری

جواہر پارے

غریبُ الوطن مُسافر

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک مرتبہ حضرت عمرؓ آئے۔ آپ حجرے میں تشریف رکھتے تھے حضرت عمرؓ اجازت لے کر اندر آئے تو دیکھا کہ ایک کھجور کی چٹائی بچھی ہوئی ہے۔ جس پر لیٹنے سے پہلوؤں پر ان پتوں کے نشان پڑ گئے ہیں۔ حضرت عُمرؓ نے گھر کی جائیداد کی طرف نگاہ کی تو صرف ایک تلوار ایک گوشہ میں لٹکتی ہوئی نظر آئی۔ یہ دیکھ کر ان کے آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رونے کی وجہ پُوچھی تو عرض کیا کہ خیال آیا ہے۔ قیصر و کسریٰ جو کافر ہیں ان کے لئے کس قدر تنعّم ہے اور آپ کے لئے کچھ بھی نہیں۔ فرمایا۔ میرے لئے دُنیا کا اسی قدر حصّہ کافی ہے۔ کہ جس سے میں حرکت و سکون کر سکوں۔ میری مثال ایسی ہے جیسے ایک مُسافر گرمی کے دنوں میں اُونٹ پر جا رہا ہو۔ اور جب سُورج کی تپش سے بہت تنگ آئے تو ایک درخت کو دیکھ کر تھوڑی دیر اس کے نیچے آرام کرے۔ جونہی ذرا پسینہ خشک ہو پھر چل پڑے۔"

(الحکم۔ ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء)

اسیرانِ راہِ مولیٰ

(۱)

تاریک گھاٹی کے قیدی

شمس الحق انور

خدائے لم یزل کی قدرتوں کے مظہر اتم انسان کا ارتقاء جب شعور کے ایک بلند نقطے پر پہنچا تو نبوت ودیعت ہوئی اور ارتقائے ہستی انسان کے اس نقطے سے ہی خیر اور شر کی متضاد قوتوں کا آغاز نظر آتا ہے۔ جب وقت کا سیلِ رواں چلا تو دو گروہ ساتھ ساتھ تھے۔ ایک گروہ توحید سعید فطرت ذواتِ دہر پر مشتمل تھا جنہوں نے دیوانہ وار نعرہ بلند کیا کہ "ربنا اللہ" اور لا الٰہ الا ھو کی صدائیں لگائیں اور حضرت احدیت میں توحید کے دیئے جل اٹھے مگر اس کے ساتھ ہی شر کی قوتیں بھی اٹھیں اور حاملین صفات ابلیسیت کی قسمتوں پر کفر کے انتھاہ اندھیرے ہمیشہ کے لئے ثبت کر گئیں۔ انسان اپنے مکمل مفہوم میں جادہ حیات کی معراج کی منزلوں پر قدم مارنے لگا۔ تاریخ کے سینے پر ایسے واقعات رقم ہوئے جو ایک طرف تو محبت الٰہیہ کے جرم میں عشق سرمستی کے جذبات کی کہانیاں ہیں اور دوسری طرف انسان ہاں بھٹکے ہوئے انسان کی پستیوں پر نوحہ کناں الفاظ ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ معبودان باطلہ کے حواریوں نے معبود ازلی و ابدی کے پیروکاروں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ کبھی ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر دردناک اذیتوں سے دوچار کیا گیا۔ ان کی کھالیں کھچوا ڈالی گئیں ان کے سینے چھلنی کر دیئے گئے۔ ان کے جسموں کو لوہے کی کنگھیوں سے ادھیڑ ڈالا گیا اور کبھی سالہا سال تاریک زندانوں میں اسیران راہ مولیٰ دل کی روشنیاں جلاتے رہے۔ وہ اپنے لہو سے عشق و وفا کی لازوال داستانیں رقم کر گئے اور ہمیشہ کے لئے زندہ اور امر ہو گئے۔ اور ان میں ایک بہت نمایاں نام حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے۔

اسیر راہ مولیٰ حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام خدا کے برگزیدہ و مطہر انسان تھے۔ ان کی زندگی کے شب و روز ایک ابتلاء مسلسل کا نام ہیں۔ بچپن تھا تو بھائیوں کے طفیل غلامی کی صعوبتیں برداشت کیں اور کنعان کا یہ گوہر مصر پہنچا تو ایک غلام تھا۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ حالات بدلتے چلے گئے۔ جوان ہوئے تو حسن و شان ظاہری نے حسن باطن کے ساتھ مل کر ایک عجیب کشش پکڑی کہ آج تک کے لئے "حسنِ یوسف" ایک مثال بن گیا۔ عزیز مصر کے غلام تھے اس کی بیوی پیکر شہوت تھی۔ جب ان کے پاکیزہ دامن پر اس بدکردار عورت کے شہوانی جذبات نے اس پیکر عصمت کو داغدار کرنا چاہا تو وہ بے اختیار پکار اٹھے۔ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۔ کہ اے خدائے ذوالمنن مجھے طوفان و سلاسل اور زندانِ تیرہ و تاریک میں رہنا تو منظور ہے مگر وہ نہیں جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ عصمت و پاکیزگی کے اس شاہزادے نے اپنی

زندگی کے ۱۲ سال زندان میں گزارے۔ اُس کا جرم کیا تھا؟ یہی کہ اُس نے اپنے خدا کی رضا کو مدِ نظر رکھا۔ اور حدود اللہیہ کو توڑنے سے کراہت کی۔ اور اپنی ہستی کو خدا کے لئے بیچ ڈالا۔

اور پھر وقت کا مسلسل سفر معراجِ انسان کے دور میں داخل ہوا۔ یہ مجمع البحرین کا دَور تھا۔ فاران کی چوٹیوں سے ایک نُور طلوع ہوا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ سجدے میں گر گیا۔ انسانی عظمتوں کے سامنے مکان ولامکان کی وسعتیں سجدہ ریز ہوگئیں۔ جب کمالاتِ انسانی کی رفعتوں نے ابتلاؤں کے گزرے دور مجسم کر دیئے۔ یہ محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مُبارک دور تھا۔

اسیرانِ شعب ابی طالب

یوں تو حیاتِ مُصطفےٰ قربانیوں کے مسلسل واقعات کا ہی نام ہے۔ مگر ستم کفار کا ایک تاریک دور واقعہ شعب ابی طالب ہے۔ جب رسُول اللہؐ اور آپ کے جاں نثار ساتھیوں کی استقامتوں اور صبر کے لازوال نقوش ابھرے اور لا الٰہ الا اللہ کی صداؤں میں کفر کے نقارے دبتے ہوئے محسوس ہوتے تو اہلِ مکہ نے اپنی حکمتِ عملی کا رُخ موڑا۔ انہوں نے مُسلمانوں کو ہر طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا کیا۔ مگر جان گئے کہ ایمان کے یہ پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے۔ اب ان کے بڑے بڑے لوگ اسلام کی رَو میں بہہ چلے تھے۔ پے در پے ناکامیوں نے اُن کو بھڑکا دیا۔ چنانچہ محرم ۷ھ نبوی مطابق ۶۱۷ء کا ایک دن تھا جب ایک معاہدہ لکھا گیا جس کے بعض نکات یہ تھے کہ:۔

۱۔ کوئی شخص بنو ہاشم و مطلب سے رشتہ نہیں کرے گا۔

۲۔ خرید و فروخت نہیں کرے گا۔

۳۔ کوئی کھانے پینے کی چیز ان تک نہیں پہنچنے دے گا۔

۴۔ ہر قسم کا تعلق ختم کرے گا تاوقتیکہ وہ آنحضرتؐ کو ان کے حوالے نہ کریں۔

یہ معاہدہ لکھا گیا اور خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ (ابن سعد وابن ہشام) یہ قربانیوں کی تاریخ کے ایک نئے باب کا آغاز وعنوان تھا۔

موسیٰ بن عقبہ نے اپنی "مغازی" میں امام زہری کے حوالے سے لکھا ہے۔

"ابو طالب کو جب اِس معاہدہ کا علم ہوا تو انہوں نے بنو ہاشم و مطلب سے حضورؐ کی حفاظت کا عہد لیا"۔

اور پھر چند مٹھی بھر کمزور وبیکس دُنیا کی نظر میں حقیر غلام مرد عورتیں بچے بوڑھے شمعِ رسُولؐ کے پروانے اِن سب کو دُنیا کے بدمست فرزانوں نے کوہ ابوقبیس میں واقع بے آب وگیاہ گھاٹی "شعب ابی طالب" میں دھکیل دیا۔

یہ دورِ ابتلاء تین سالوں پر پھیلا ہے۔ یہ عرصہ جبر و استبداد کے مقابل ایمانِ حقیقی وصبر کی جولانیوں کا عرصہ تھا آج جب اس دور کے دردناک واقعات کا جائزہ لیا جاتا ہے تو انصاف کی روح تڑپ جاتی ہے ان راہِ حق کے مسافروں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا تھا۔ آب ودانہ اُن کے لئے حرام تھا بھوک وپیاس سے بلکتے بچوں کی آہ و بکا و نالہ وشیون سے جب کہرام برپا ہوتا تو کفار قہقہے لگاتے مگر مظلوموں کی آہ بھری نگاہیں صرف اپنے مولیٰ کی جانب اُٹھتیں تھیں۔ وہ کفار سے کوئی معاہدہ یا سمجھوتہ کرنے پر تیار نہیں تھے حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ "ایک رات بھوک سے میری عجیب حالت تھی۔ فاقوں کے مارے قدم اٹھانا مشکل تھا۔ تاریک رات میں ڈگمگاتا ہوا چلا تو پاؤں کے نیچے ایک نرم چیز آئی فوراً اُسے اٹھایا اور کھالیا۔ خدا کی قسم مجھے آج تک نہیں معلوم ہوا کہ وہ کیا چیز تھی"۔ ایک دوسرے موقع

پر بھوک کا یہ عالم تھا کہ سوکھے چمڑے کے ٹکڑے کو بھگو کر کھا گئے (طبری)
اس دور میں صحابہ نے درختوں کے پتے کھا کھا کر گزارا کیا۔
اور ایسے واقعات ہیں کہ بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ کفار کے لئے تو ہر شام "شام اودھ" تھی اور بلبلاتے بچوں اور فاقہ زدہ لاچار مومنوں کی ہر شام "شام غریباں" کا منظر پیش کرتی تھی۔
ایک بار حکیم بن حزام اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لئے کچھ غلہ لیکر گئے ابو جہل کو علم ہو گیا اس نے ان کو پکڑ لیا۔ اور کہنے لگا کہ آج میں تمہیں تمام مکہ میں رسوا کروں گا مگر ایک کافر ابوالبختری اس سے اُلجھ پڑا اور اونٹ کے جبڑے کی ہڈی مار کر ابو جہل کا سر پھاڑ دیا۔ حضرت حمزہؓ یہ واقعہ دیکھ رہے تھے چنانچہ کفار شرمندہ ہوئے۔ ذرا اندازہ کریں ان مہیب و سیاہ راتوں کا جب بھوک سے بلکتے بچوں کی دلخراش آوازیں فضاؤں کے سکوت کو توڑا کرتی تھیں۔ مگر مومنین ظلم و تعدی کے اتھاہ اندھیروں میں صبر کے دیئے جلایا کرتے تھے۔ ان پر دامن رسولؐ سے جدائی بہت شاق تھی۔ مگر ان پاک جذبوں کے مقابل انسانیت کا سیاہ کردار دیکھئے ابولہب نامراد مکہ میں پھرتا رہتا اور جہاں کہیں دیکھتا کہ کوئی ستم رسیدہ مسلمان اپنے بھوک سے تڑپتے بچوں کے لئے کانپتے وجود کے ساتھ غلّہ کے چند دانے کسی نووارد تاجر سے خریدنے لگا ہے تو وہاں جاتا اور تاجر سے کہتا کہ اسے سینکڑوں گنا قیمت بتاؤ تاکہ یہ ادا ہی نہ کر سکے میں تمہارا نقصان پورا کر دوں گا مگر بعد میں یہ انسان نما بھیڑیا عام قیمت پر وہ سامان خرید لیتا۔ اور پھر خدا کے وعدہ کے پورا ہونیکا وقت آیا۔ تین تاریک سال گزر رہے تو ابتلاؤں کے اندھیروں سے صبح نور کی کرنیں پھوٹیں۔ محمدؐ کے خدا نے اُس معاہدے کو چاک کر دیا اور اسیرانِ راہ مولیٰ کی قربانیوں کا ایک دور ختم ہوا مگر لامتناہی اور لازوال صبر کی ولولہ انگیز داستانوں پر مہمیز کا کام کر گیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

زمانۂ محصوری کے متعلق حضرت ابو طالب کے چند اشعار

ما ان جنینا من قریش عظیمۃ
سوی ان منعنا خیر من وطئ الترابا

اگر ہم قریش کی طرف سے سخت مصیبت میں مبتلا کئے گئے ہیں تو یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اس شخص کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے جو زمین پر چلنے والوں میں سے بہترین ہے۔

اخا ثقۃ للنائبات مرزا
کریما منساہ لا لئیما ولا زربا

وہ قابل اعتماد بھائی ہے مصیبتوں میں جس کی پناہ لی جاتی ہے وہ نجیب الطرفین ہے۔ ملامت زدہ ہے جی حضوری نہیں ہے۔

واللہ لن یصلوا الیہ بجمعھم
حتی اوسد فی التراب دفینا

بخدا قریش اپنی جمعیت کے باوجود آنحضرت کو نقصان پہنچانے کیلئے آپ کے قریب ہرگز نہیں پہنچ سکیں گے جب تک کہ میں مٹی میں دفن ہو کر لیٹ نہ جاؤں۔

امض لا مرک ما علیک غضاضۃ
وابشر وقر بذاک منک عیونا

آپ اپنے کام کو جاری رکھیں۔ ذلّت و منقصت آپ کو چھو نہ سکے گی۔ آپ خوش ہو جائیں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں۔

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۴، صفحہ ۱۶۰
شمارہ نمبر ۱۳۰ جنوری ۸۵ء ادارہ فروغ اردو۔ لاہور
بحوالہ سیرۃ ابن اسحاق)

تمہاری یادوں میں بس رہے ہیں

عبدالقدیر قمر

ارے ہواؤ ارے فضاؤ میرا یہ ان سے پیام کہنا
تمہارے دم سے رہے گی قائم سحر ہماری مدام کہنا

یہاں کے باسی اگرچہ آقا! تمہاری یادوں میں بس رہے ہیں
تڑپ تمہارے ہی درشنوں کی ہمیں بھی ہے صبح و شام کہنا

ہماری قسمت کی روشنی تو تمہارے قدموں کو ڈھونڈتی ہے
انہی کی چاہت کے آسرے سے کریں گے طے ہر مقام کہنا

خُدا کے بندوں کو خوف کیسا عداوتوں کا شقاوتوں کا
کریں گے تسخیر حوصلوں سے سفر کا ہر اک مقام کہنا

ہیں جاں بلب ہم یا تشنہ لب ہم مگر یہ دیکھے گی ساری دُنیا
کرے گا ذکرِ خُدا، ہمارا نفس نفس گام گام کہنا

ہو تیرا ادنیٰ سا اک اشارہ تو تیری خدمت میں پیش کر دیں
ہماری عزّت یہ مال و دولت ہے وقف تیرے ہی نام کہنا

نشاطِ دُنیا کی کیا حقیقت میری نگاہوں کے سامنے ہے
خُدا کی رحمت کے منتظر ہیں میرے سجود و قیام کہنا

قمرؔ ہمارا خُدائے قادر دُعا ہماری سُنے گا اِک دن
پلائے گا اپنی معرفت کے ہمیں وہ بھر بھر کے جام کہنا

حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات کا خلاصہ

عالمگیر سطح پر جماعتی تربیت کا لائحہ عمل

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۷، نومبر ۱۹۸۶ء بیت الفضل لندن)

حضور نے اپنے حالیہ دورہ جرمنی، بلجیم اور ہالینڈ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یہ دورہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی پہلوؤں سے مفید ثابت ہوا ہے۔ بہت سے امور قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ کئی امور قابلِ توجہ تھے جو دور بیٹھے نظر نہیں آتے تھے مگر قریب آنے سے، رابطے سے، دوستوں کے ساتھ ملاقاتوں کے نتیجہ میں وہ امور سامنے آتے ہیں اور پھر ان کی اصلاح کے کئی نئے نئے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دورے کافی مفید ثابت ہو رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا: جرمنی میں میرا تاثر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے غیر معمولی امکانات پیدا ہو چکے ہیں۔ کیونکہ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے۔ اس کا ایک بڑا حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اور ان کے اندر غیر معمولی جوش اور قربانی کا مادہ پایا جاتا ہے۔ اور اگر ان کو اچھی طرح سنبھال لیا جائے تو وہ جرمنی کا مستقبل بنانے میں ایک بہت ہی عظیم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

جرمن نوجوانوں کی طرح جرمن خواتین بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اعلیٰ معیار کی احمدی ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو ان کا معیار اتنا بلند ہے کہ ان کو دیکھ کر بعض پاکستانی احمدی ان کے مقابل پر صفِ دوم کے احمدی نظر آنے لگتے ہیں اور اسکے نتیجے میں بعض دفعہ تشویشناک صورت حال بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا: دو احمدی جرمن نوجوانوں نے ذکر کیا کہ پاکستان سے آنے والے بعض احمدیوں کا رویہ افسوسناک ہے اور اس کے نتیجے میں جرمن احمدیوں کے لئے ٹھوکر کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں بعض نہایت اہم امور جن کا تعلق عالمی نظام جماعت احمدیہ سے ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا: جہاں جہاں مقامی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں یعنی ایسی جماعتیں جن میں اس ملک کے باشندے زیادہ نمایاں تعداد میں نظر آ رہے ہوں۔ ایسی جگہوں میں ہمیں تربیت کی طرف دو طرح متوجہ ہونا پڑے گا اوّل: مجالس عاملہ کو ایک FOLLOW UP گروپ یعنی مربیان کے پیچھے پیچھے چلنے والا تربیتی گروپ تیار کرنا چاہیئے اور جو اس گروپ میں شامل ہوں وہ خصوصیت کے ساتھ یہ سوچتے رہیں کہ نئے آنے والوں کی تربیت کس رنگ میں کرنی ہے اور اس کے لئے کس کس چیز کی ضرورت ہوگی۔

فرمایا: ہر ملک کی ضرورت الگ الگ ہوگی جس کے لئے مرکزی انجمن تحریک جدید بھی کوئی معین ہدایات نہیں دے سکتی

اور نہ ہی معین طور پر ہر ملک کی ضروریات کا تعین یہاں بیٹھے کر سکتا ہوں۔ اس لئے ان معاملات میں مقامی جماعتوں کو اپنی ذمہ داری کو خود ادا کرنا چاہیئے اور بالغ نظری کے ساتھ ان معاملات کو سلجھانا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ابھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو آئندہ زیادہ دقتیں پیش آجائیں گی۔ اس کے لئے سب سے اہم بات جسے تمام دنیا کی مجالس عاملہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ وہ توحید ہے۔ توحید خالص آسمان پر بسنے والی کسی چیز کا نام نہیں ہے۔ خدا جو قرآن پیش کرتا ہے، وہ نور السموٰت والارض ہے اس کی توحید کے دائرے سے کوئی چیز بھی باہر نہیں۔ اور اس کی توحید کے اثر و نفوذ سے کوئی چیز بھی خالی نہیں ہونی چاہیئے اسی لئے جماعت احمدیہ جو حقیقی توحید پرست جماعت ہے، اسے بھی من الحیث الجماعت توحید کا منظر پیش کرنا چاہیئے اور اگر جماعت احمدیہ نے اس سے غفلت کی اور ایسا ہونے دیا کہ انگلستان کی جماعت ایک الگ کردار لے کر اٹھ رہی ہو اور افریقہ کی جماعت ایک الگ کردار لے کر اٹھ رہی ہو اور اسی طرح یورپ اور امریکہ کی، چین اور جاپان کی، انڈونیشیا اور ملائیشیا کی اور دیگر ممالک کی جماعتیں اپنا اپنا الگ کردار بنا رہی ہوں تو پھر توحید قائم نہیں ہو سکتی۔ توحید عمل کی دنیا میں بھی دکھائی دینی چاہیئے۔ خدا اور اس کے رسول کے نام پر اکٹھے ہونے والے ایک ہو جانے چاہئیں اور وحدت کا منظر پیش کرنا چاہیئے۔ وحدت کا ایک منظر آپس میں ایک ہو جانا، ایک دوسرے سے محبت کرنا، رنگ اور نسل کے امتیازات کو فراموش کر کے ایک جان ہو جانا ہے۔ اس پہلو سے توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہ محض تنظیم سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس حصے کی باقاعدہ منصوبہ بندی ہونی چاہیئے۔ اس ضمن میں حضور نے بتایا کہ ہر ملک میں مختلف النسل اور مختلف قوموں سے آنے والوں کے امتزاج کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے بعض غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس لئے فوری طور پر جماعتوں کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے کہ اگر انگلستان میں انگریز احمدی ہوتے ہیں تو آپ حسن خلق سے ان کو اپنے معاشرے میں جذب کرنے کی پوری کوشش کرتے ہوئے انہیں اس بات کا احساس نہ ہونے دیں کہ وہ تنہا ہو گئے ہیں اور انہیں یہ احساس نہ ہونے دیں کہ وہ مغربی معاشرے سے ایک ایسے معاشرے کی طرف آئے ہیں جہاں مذہبی اقدار تو ملتی ہیں مگر متبادل معاشرہ نصیب نہیں ہوا، یہ توفیق نہیں ملی کہ جس تمدن کو وہ چھوڑ کر آئے ہیں اس کے بدلے میں کوئی اور تمدن اپنا لیں۔ اور جو کچھ ان کو دیا جاتا ہے اگر دین کے نام پر پاکستانی تمدن دیا جائے تو یہ اُن کے ساتھ انصاف ہے نہ دین کے ساتھ انصاف ہے۔

فرمایا: ہر قوم کے کچھ تمدنی پہلو ہیں جو اس قوم کی زندگی کا جزو بن چکے ہوتے ہیں۔ اور کچھ مذہبی پہلو ہیں جو تمدن بن چکے ہوتے ہیں۔ جہاں تک دینِ حق کے تمدن کا تعلق ہے ان دونوں دھاگوں کو الگ الگ کرنا پڑے گا اور قوموں کو یہ پیغام دینا پڑے گا کہ جہاں تک دینی تمدن کا تعلق ہے، یہ وہ خطوط ہیں، جن سے تم تجاوز نہیں کر سکتے۔ ان راہوں سے ہٹو گے تو دین کی راہوں سے ہٹو گے۔ اور یہ وہ خطوط ہیں جن میں تمہیں اختیار ہے کہ دینی ہدایات کے تابع رہ کر اپنے لئے تمدن کی راہیں تلاش کرو۔ یا مقامی تمدن میں سے اچھی چیزیں اخذ کر لو۔ حضور نے مزید فرمایا کہ پاکستانی احمدیوں کو بھی اپنے تمدن میں اسی حد تک تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے کہ جس حد تک دین اجازت دیتا ہے یا دوسری قوموں کو اپنے اندر شامل کرنے کے لئے اس کی خاطر کچھ تمدنی تبدیلیاں کرنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا: بالغ نظری کے ساتھ اگر آپ دونوں سوسائٹیوں کی بُری باتیں چھوڑ دیں اور اچھی باتیں اختیار کر لیں اور دینی تمدّن کی روح کو غالب رکھیں تو اس پہلو سے جو بھی تمدّن دنیا میں احمدی تمدّن کے نام سے پیدا ہوگا اس میں ایک تو امتزاج پایا جائے گا اور دوسرے ایک عالمی قدرِ مشترک پائی جائے گی۔ اور یہ دو باتیں ملّتِ واحدہ بنانے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ حضور نے فرمایا ایک بھاری حصّہ تمدّن کا ایسا ہے جو مذہب کے زیرِ اثر پروان چڑھتا ہے۔ اس حصے کی حفاظت کرنا اور اسے نکھار کر دنیا کے سامنے پیش کرنا وقت کی نہایت ہی اہم ضرورت ہے۔ جس کی طرف متوجہ ہونا بہت ضروری ہے، کیونکہ محض توجہ کے فقدان کی وجہ سے یہاں بہت سے خاندان ضائع ہو گئے ہیں۔ پھر فرمایا: عالمی توحید کو پیدا کرنے کے لئے عالمی تمدّن کے امتزاج کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور اس کی طرف جماعتوں کو خصوصیت سے توجہ دینی چاہیئے۔ ایسے صائب الرائے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کی مجالس قائم کرنی چاہئیں جن کے سپرد یہ کام ہو۔ اور ان کی رپورٹیں مجلس عاملہ میں پیش ہوں اور جو کچھ بھی لائحہ عمل تجویز ہو وہ مجھے بھی بھجوا دیا جائے تاکہ میں بھی نظر ڈال لوں اور ان حقائق کی روشنی میں جو ہم نے جمع کئے ہوں گے، میں ان کے لئے مزید راہنمائی کا موجب بن سکوں گا۔ نیز ایک اور فائدہ یہ بھی ہوگا کہ چونکہ وہ رپورٹیں ساری دنیا سے آرہی ہونگی۔ اس لئے دینی تمدّن کی جو توحید میں قائم کرنا چاہتا ہوں قرآن اور حدیث کی روشنی میں وہ زیادہ آسانی سے کر سکوں گا۔

دوسرا پہلو پاکستانی احمدیوں کی تربیت کا ہے، جو اپنے ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اور ان کو ابتدائی تعلیم کے لئے استعمال کرنا ہے۔ یہ بہت ہی اہم کام ہے جو خاص طور پر جرمنی میں میرے سامنے آیا۔ ایسا عنصر جو پاکستان میں جماعت کی نظر سے الگ رہا ہے اور جماعتی تربیت کے لحاظ سے پیچھے ہٹتا رہا ہے، اگرچہ اس نے یہاں آکر اپنے آپ کو جماعت کے لئے پیش کر دیا ہے لیکن ہنوز علمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔ ان کو خصوصیّت کے ساتھ پیش نظر رکھنا ہے۔ کیونکہ یہ دین کی غیر معمولی خدمت دنیا میں کر سکتے ہیں۔

اس ضمن میں حضور نے پاکستان کے احمدیوں کی دینی خدمات کا تفصیلی ذکر فرمایا۔ اسی طرح حضور نے اگلی نسل کی تربیّت کی طرف بھی توجہ دلائی اور سورۃ الحشر کی آیت ۱۹ کی روشنی میں فرمایا کہ اگلی نسل کی تربیّت کے لئے موجودہ نسلوں کو سنبھالو۔ اے آج کے بسنے والے احمدیو! اگلی نسل کی تربیت کے تم ذمہ دار ہو۔ یہ سوال بہر حال تم سے کیا جائے گا کہ کل کیا پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہو؟ اس لئے یہ نہایت ہی اہم بات ہے کہ احمدی جو دنیا کے کسی خطے میں بھی آباد ہوں اپنی موجودہ نسل کی تربیت کی طرف فوری توجہ کریں۔ اگر موجودہ نسلوں کی تربیّت متوازن طریق پر ہو جائے تو ان کی نسلیں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی۔ اور غیر معمولی تبدیلیاں ان کے اندر بھی پیدا ہونی شروع ہو جائیں گی۔

اس کے علاوہ حضور نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ ہر ملک کی ضرورت کے مطابق تربیّتی لٹریچر بھی تیار ہونا ضروری ہے جس میں دین کے بنیادی تقاضوں کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اس مضمون پر بھی حضور نے تفصیل سے روشنی ڈالی اور آخر میں فرمایا کہ جرمنی کے چند روز کے قیام میں جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں منصوبے ڈالے ہیں وہ کافی وسیع ہیں۔ ان میں سے

ایک بات یہ ہے جو میں نے بیان کی ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو جماعتوں کو وقتاً فوقتاً بھجوائی جاتی رہیں گی۔ سردست اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔ ان دو پروگراموں کو ساری دنیا کی جماعتوں میں جاری کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ کے آخر میں حضور نے فرمایا: خدا کی توحید آسمانوں سے ہم نے زمین پر لانی ہے۔ اور اس کو فرضی توحید نہیں رہنے دینا۔ اس کو اپنے جسموں سے چمٹانا ہے۔ اپنے خون میں جاری کرنا ہے۔ ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھانی ہے جو مؤحد جماعت ہو۔ حقیقۃً عمل کی دنیا میں مؤحد ہو۔ صرف نظریات کی دنیا میں ہی مؤحد نہ ہو۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے ھالینڈ کے دورہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہالینڈ میں جتنے بھی احمدی رہتے ہیں، نہایت اعلیٰ معیار کے ہیں۔ مخلص، سلجھے ہوئے، متوازن ذہن والے اور سچے دل سے دین کو قبول کرنے والے اور ہر قسم کی قربانیوں میں بھی شامل ہیں۔ ان کے لئے خصوصیت سے دعا کی ضرورت ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ نومبر ۱۹۸۶ء

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ النساء کی آیات ۵۱ تا ۵۷ کی تلاوت فرمائی اور پھر ان آیات کی روشنی میں انسانی اخلاق پر بے حد مضر اثرات ڈالنے والی بیماری حسد کے بارے میں بتایا کہ حسد ایسی خطرناک بیماری ہے جو صرف اخلاق کو ہی گھن کی طرح نہیں چاٹ جاتی بلکہ اس کے اثرات اخلاقی دنیا کے علاوہ اقتصادی دنیا پر بھی بہت دور تک پھیلتے چلے جاتے ہیں اسی طرح مذہبی دنیا پر بھی اس کے بہت گہرے بداثرات مترتب ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاءؑ کا انکار بھی بنیادی طور پر حسد ہی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا: حسد دنیا کے ہر کونے میں بسنے والوں اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ حسد کس طرح پیدا ہوتا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ہر ایک برتری کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے خواہ وہ برتری اقتصادی ہو یا اس کا تعلق دین سے ہو، پھر حسد صرف ان چیزوں پر ہی نہیں ہوتا جس کا دینا انسان کے اختیار میں ہے۔ غرض یہ دنیا میں سب سے زیادہ پائی جانے والی برائی ہے جس نے خشکی کو چھوڑا ہے نہ تری کو۔

حضور نے فرمایا یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ جماعت کو بار بار یاد کرانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں اس میں سب سے زیادہ نقصان انسان کو حسد ہی نے پہنچایا ہے اور اس زمانے کے جتنے بھی فتنے ہیں وہ سب حسد کی پیداوار ہیں اور حسد ہی پر مبنی ہیں۔

آیاتِ قرآنی کی روشنی میں حضور نے حاسدوں کی تین علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حاسدوں کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ لغویات میں مبتلا ہو جاتے ہیں یعنی رسومات کے پجاری بن کر صرف رسومات ہی کو اپنا دین قرار دیدیتے ہیں۔ دوسری علامت ایسے لوگوں کی یہ ہے کہ وہ اعتدال پسندی سے نکل کر انتہا پسندی اختیار کر لیتے ہیں اور وسطی حالت ان میں باقی نہیں رہتی اور تیسری علامت حاسدوں کی یہ ہے کہ حاسد ایسے لوگوں کو منکرِ کتاب اور دہریوں سے بھی بدتر

قرار دیتے ہیں جو خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

حضور نے فرمایا جس قوم میں حسد کی یہ تین علامتیں پائی جائیں ان کے بارے میں خدا کا حکم یہ ہے کہ وہ لازماً شکست کھائیں گے اور اپنے مزعومہ مقاصد میں ناکام رہیں گے۔ نیز حضور نے فرمایا کہ حسد کرنے والوں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اگر ان کو خدا کی طرف سے فضل یا انعام کی صورت میں کچھ ملے تو اسے بھی یہ لوگوں کو دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھول جاتے ہیں کہ خدا نے آلِ ابراہیمؑ کو اپنے فضلوں سے نوازا تھا لیکن حاسد آلِ ابراہیمؑ سے کچھ چھین سکے نہ ان کا کچھ بگاڑ سکے تھے۔ بلکہ حاسد خود ناکام و نامراد ہو گئے تھے۔

غرض حسد دنیا میں انسان کو حاصل ہونے والی ادنیٰ ادنیٰ فضیلتوں اور معمولی مراتب کے حاصل ہونے پر دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے یہ بیماری پھر دین پر حملہ آور ہوتی ہے۔ اور بالآخر حاسد خدا کی طرف سے ملنے والے فضلوں اور انعاموں پر بھی حسد کرنے لگتا ہے اور یہ حسد کی انتہاء ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ خیال کہ کسی شخص کو زبردستی اس کے دین سے منحرف کر دیا جائے یہ بھی حسد ہی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ حسد کرنے والے اہلِ ایمان کو بڑھتے ہوئے اور پھیلتے ہوئے دیکھ نہیں سکتے۔ اس حالت میں اہل ایمان کو یہی تعلیم ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں سے اعراض کرو درگزر کرو اور کوئی انتقامی کارروائی نہ کرو حتیٰ کہ خدا اپنا فیصلہ ظاہر فرما دے۔

خطبہ کے آخر میں حضور نے احباب جماعت کو حسد جیسی قبیح بیماری سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا جماعت احمدیہ کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اس بات کا جائزہ لیتے رہیں کہ کہیں حسد ان کے اندر مخفی طور پر داخل تو نہیں ہو گیا۔ جماعت احمدیہ چونکہ ناصح جماعت ہے اسی لئے اسے یہ مضمون خوب سمجھنا چاہیئے۔ بعض اوقات حسد نصیحت کے نام پر بھی داخل ہو جاتا ہے اور حسد کرنے والا نصیحت کے بجائے آگ اگلنے لگتا ہے۔ پس اگر جماعت کی نصیحت میں حسد شامل ہو گیا تو جماعت کا اندرونی اور بیرونی دونوں نظام ہی تباہ ہو جائیں گے اور جماعت ایک برعکس سمت میں چل پڑے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے احمدیت میں سے حسد جیسی برائی کی بیخ کنی کریں اور اسے اپنے اندر نہ پنپنے دیں۔ جہاں اس کیڑے کو سر اٹھاتا دیکھیں اس کو دبانے کی کوشش کریں، نصیحت اور محبت کے ذریعہ نہ کہ دشمنی کے ذریعہ کیونکہ نفس کا یہ کیڑا صرف محبّت ہی سے مارا جائے گا۔ آپ کے دل میں جو سچا پیار پیدا ہوگا وہ اس شخص کے لئے شفاء کا موجب بن جائے گا جس کے دل میں یہ کیڑا پنپ رہا ہوگا۔

"حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو بھسم کر دیتی ہے"۔

جناب چوہدری محمد علی مُضطر

غزل

اوّل آئینے سے اُلفت ہو گئی غور سے دیکھا تو نفرت ہو گئی
اپنے خادم کی خطائیں دیکھ کر اور بھی اس پر عنایت ہو گئی
جس قدر نزدیک سے دیکھا اُسے اتنی ہی اس سے محبّت ہو گئی
عِشق کا الزام ثابت ہو گیا اب تو سچّائی بھی تہمت ہو گئی
وہ اکیلا اور اُس کے اِرد گرد چاہنے والوں کی کثرت ہو گئی
مُسکراتا ہی رہا وہ عُمر بھر مُسکرانا اس کی عادت ہو گئی
پا بجولاں ہم بھی بُلوائے گئے کوئی تو ملنے کی صُورت ہو گئی
ہوں تو اک ذرّہ مگر حیران ہوں کِس طرح سُورج سے نسبت ہو گئی
رات بھر ہوتا رہا راز و نیاز دن چڑھے تصویر رُخصت ہو گئی
غیر کو مضطرؔ ہے ناحق اعتراض
ہو گئی جس سے محبّت ہو گئی

◎

یورپ کی مجالس خدام الاحمدیہ کا مغربی جرمنی میں سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے خطاب کے ذریعہ اجتماع کا افتتاح فرمایا

افتتاحی اجلاس میں یورپین ممالک کے قریباً دو ہزار احباب کی شرکت

یورپی ممالک کی جملہ مجالس ہائے خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۴ تا ۲۶ اکتوبر مغربی جرمنی میں منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس میں شریک ہونے والے خدام اور دیگر زائرین کی تعداد انیس سو تھی۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس موقع پر جو افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمایا ان کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے نتیجہ میں مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کو یورپین اجتماع منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جب بھی مجھے جرمنی آنے کا موقع ملا ہے ہر دفعہ حاضری میں پہلے سے اضافہ ہی دیکھا ہے۔ کبھی یہ نہیں دیکھا کہ حاضری میں کمی واقع ہوئی ہو۔

حضور نے فرمایا خطبہ جمعہ کے تسلسل میں مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ امن ہے اور جبتک یہ امن انسان کی اپنی ذات سے شروع نہ ہو، بیرونی دنیا میں اس کے قیام کا دعویٰ غلط ہے۔ امن انسان کی ذات سے کیسے شروع ہو؟ کیسے یہ امن نصیب ہو؟ اس کا آسان ذریعہ ذکرِ الٰہی ہے۔ اس میں ہی طمانیتِ قلب ہے۔ ورنہ کئی ظاہری امن ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ دنیا کی لذتوں میں ڈوب کر بھی ایک امن نصیب ہو جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ طمانیت تو کہتے ہی اسے ہیں کہ جو دل میں گھر کرے اور مستقل سکینت عطا کرے۔ اور اسی کا ذکر قرآن کریم نے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ میں فرمایا ہے۔ یعنی جس کے ساتھ اللہ رہے اس کا ماحول پرسکون ہو جاتا ہے۔ ذکرِ الٰہی کے نتیجہ میں انسان کا خدا سے جو تعلق ہوتا ہے وہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ چھپا نہیں رہ سکتا۔ بلکہ ظاہری دنیا کی محبت کی طرح محبت الٰہی کا بیج بھی بڑھ کر انسانی دل کو مرغزار بنا دیتا ہے۔ اگر دلوں کو یہ سکون نصیب ہو جائے تو حقیقی امن ہمیں نصیب ہو جائے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اختتامی خطاب:

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس نے خدام الاحمدیہ کے تیسرے یورپین اجتماع کو غیر معمولی رونق عطا فرمائی اور منتظمین کو جتنی توقعات تھیں، ان سے بہت بڑھ کر اجتماع کی حاضری بڑھا دی گزشتہ سال اجتماع کی حاضری آٹھ سو تھی جبکہ امسال اٹھارہ سو سے بھی زائد ہے۔ یہ غیر معمولی اضافہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اس اجتماع میں شامل ہونے والوں کی کثیر تعداد جرمنی کے خدام کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی میں دو ہزار کے قریب خدام ضرور ہوں گے۔ فعال نوجوانوں کی اتنی بڑی تعداد کسی ملک کو عطا ہو جائے تو اس ملک کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ اس لئے آپ شیروں کی طرح یہ عزم لے کر اٹھیں کہ اس ملک کو دین حق کے لئے فتح کرنا ہے دینی اصطلاح میں فتح سے مراد دلوں اور روحوں پر قبضہ ہے نہ کہ ظاہری فتح۔ اور دلوں اور روحوں پر قبضہ سے پہلے خود مفتوح ہونا پڑتا ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ۔

عشق اوّل در دلِ معشوق پیدا می شود

پس حقیقت میں ہماری فتح سے مراد دنیاوی فتح نہیں بلکہ وہ روحانی فتح ہے جس کے نتیجہ میں جو مغلوب ہوتے ہیں وہ بھی فاتح بن جاتے ہیں اور نجات پا جاتے ہیں۔

فرمایا: جرمنی میں خدام کی حاضری سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ یہاں ترقی کے نمایاں امکانات ہیں کیونکہ نوجوانوں میں کام کی ہمت ہوتی ہے اور خدمت کا جذبہ بھی ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مٹا دینے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ ان میں مالی اور جانی قربانی کی بھی زیادہ ہمت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے جرمنی کو ایک فوقیت ہے کہ یہاں احمدیوں کی تعداد زیادہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جرمن قوم زیادہ سعادت مند اور سلیم فطرت ہے۔ یہ لوگ سنجیدہ مزاج رکھتے ہیں اور غیر قوموں کو قبول کرنے کے لئے ان میں وسعتِ قلبی بھی ہے۔ ان کو تنگ دل کہنا امر واقعہ کے خلاف ہے۔ جرمن قوم میں دینِ حق کو قبول کرنے کی صلاحیتیں دیگر یورپین قوموں سے بہت زیادہ ہیں حقیقتِ حال کو قبول کرنے میں زیادہ مخلص ہیں اور اگر قریبی نظر سے دیکھیں تو یہ نہایت اعلیٰ قدروں سے مزیّن پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت فضل عمرؓ نے بھی یورپ میں ابتداءً جرمن قوم کو ہی احمدیت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

حضور نے فرمایا: اس لحاظ سے ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے دو پہلو ہیں جن کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ اوّل جب تک ہر احمدی داعی الی اللہ نہیں بن جاتا، اس وقت تک جرمنی کو احمدی بنا لینا موہوم خیال ہے۔ دوم اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ ساری دنیا کو اس مقدس وجود کی غلامی میں لے آؤ گے جس کی خاطر یہ کائنات پیدا کی گئی ہے تو غور کرو کہ تم اس کے لئے کیا تبدیلی اپنے وجودوں میں پاتے ہو۔ تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راہ میں ہماری کوشش بہت کمزور ہے۔ پس اپنے مقصود کو متعین کریں اور اپنے مقاصد کو بلند کریں۔ اپنی اصلاح کریں۔

نوجوانی کی عمر میں اپنی اصلاح کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔ اگر آپ سنجیدگی سے دعوت الی اللہ کے کام میں شامل ہوں گے تو اگلے سال اٹھارہ سو کی بجائے دوگنے خدام ہوتے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ پھل دینے میں کم حوصلہ نہیں ہے۔ پس ہر خادم کا فرض ہے کہ وہ آج یہاں سے فیصلہ کر کے اٹھیں کہ وہ داعیان الی اللہ کی فوج کا سپاہی بن جائے گا۔ اس کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے؟ فرمایا: اوّل ارادہ باندھنا بہت ضروری ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ توفیق طلب کرنا اور مدد مانگنا بہت اہم امر ہے پھر اس کے بعد دوسری چیز زبان کا سیکھنا ہے۔ اگر آپ دعا میں سنجیدہ ہیں تو زبان بھی آپ کے لئے آسان ہو جائے گی۔ پس زبان سیکھیں اور ارادہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کو سیکھنا ہے۔ اس سے آپ کو دنیا میں بھی عظیم الشان فوائد حاصل ہوں گے۔ سنجیدگی سے زبان سیکھیں اور سیکھنے والوں سے استہزاء کی عادت کو بھی ختم کریں۔ صحیح تلفظ سے سیکھنے کی کوشش کریں۔ زبان سیکھنے کے لئے زبان کا اصل انداز اپنانا ضروری ہوتا ہے۔ جب آپ زبان سیکھ لیں گے تو پھر یہ قوم آپ کو قبول کرے گی۔

حضور نے فرمایا: چھوٹی چھوٹی باتوں کو اہمیت دیں اور سنجیدگی سے زبان سیکھیں۔ اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں، احساس ذمہ داری سے اس قوم کے حقوق ادا کریں۔ اگر آپ ایسا کرنے لگیں گے تو پھر ہر اجتماع پر آپ کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ اتنا اضافہ ہوگا کہ جماعت میں کثیر تعداد جرمن لوگوں کی ہوگی۔

حضور نے فرمایا: یہ ایک انتہائی ضروری امر ہے۔ میں آپ کو بار بار اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یورپ کو اگر آپ نے ہلاکت سے بچانا ہے تو جرمن قوم کو ہلاکت سے بچائے بغیر یورپ نہیں بچ سکتا۔ اس قوم کو اولیت حاصل ہے۔ پہلے ان کی طرف توجہ دیں۔ ان کو سنبھال لیں۔ پھر سارا کام یہ خود کریں گے۔ دین کی خاطر پھر یہ صفِ اوّل کے خادم بن جائیں گے۔ اگر آپ جرمن قوم کو سنبھال لیں تو پھر میں یقین دلاتا ہوں کہ یورپ کی تقدیر بھی بدل جائے گی اور اگر سارا یورپ احمدی ہو جائے تو ساری دنیا کے لئے احمدی ہوئے بغیر چارہ نہیں رہے گا۔ ایسی صورت میں میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مغرب سے دین کا سورج طلوع ہوگا۔ اور ضرور مغرب سے دین کا سورج طلوع ہوگا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی حرف بحرف سچی نکلے گی۔

پس اے مغرب سے دین کا سورج طلوع ہونے کی تمنا رکھنے والو! تمہاری محنتوں سے، تمہاری توجہ سے اور تمہاری قربانیوں سے یہ مغرب میں ڈوبتا ہوا سورج دوبارہ ابھرے گا۔ اور سارے عالم کو روشن کر دے گا۔ پس یہی پیغام تھا جو میں نے آپ کو دینا تھا۔ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سنجیدگی سے ان باتوں کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

◎

آخر کی تحریر

خدائے برتر و یگانہ

محمد یاسین پاشا۔ لاہور

میری آج کی تحریر اس خدائے ذوالجلال کی خاطر ہے جو قادر و قیوم اور خالقِ الکل خدا ہے۔ جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر تغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دکھ اُٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دُور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے دور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلّی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خُدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمالِ تام رکھتا ہے۔"

حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو کس طرح پہچانا تو فرمایا اُسی وقت پہچانا جب اس نے خود اپنے آپ پر مجھے اطلاع دی کہ وہ ایسا مالک ہے جس کی کوئی نظیر نہیں اور نہ اس کی کوئی صُورت ہے نہ کسی مخلوق پر اسے قیاس کر سکتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ اپنی نزدیکی میں دُور ہے۔ اور اپنی دوری میں نزدیک ہے سب چیزوں سے برتر ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی چیز ہے۔ وہ نہ کسی چیز کی مانند ہے۔ نہ کسی چیز سے ہے اور نہ کسی چیز پر ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو ایسی صفات کی مالک ہے۔

> "یہ خُدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و صفا دکھلاؤ۔ دُنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔"

جلسہ سالانہ

مشہود احمد ناصر۔ ربوہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کے ساتھ ہی مخالفت کا ایک طوفان برپا ہو گیا اور یہ سیل مخالفت اسوقت اور بھی شدت اختیار کر گیا۔ جب آپ نے ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے مامور من اللہ ہونے کا ثبوت دینے کیلئے مخالفین کو ہمیشہ روحانی مقابلوں کی دعوت دیتے رہتے تھے تاکہ سچ اور جھوٹ کو پرکھا جا سکے اور یہ چیلنج تمام مذاہب کے پیروکاروں اور لیڈروں کیلئے ہوتے تھے مگر ۱۸۹۱ء میں آپ نے خصوصیت کے ساتھ مسلم مخالفین کو ایک روحانی مقابلے کیلئے بلایا چنانچہ آپ نے ایک لطیف رسالہ "آسمانی فیصلہ" تحریر فرمایا جسمیں تمام مکفر علماء فقیروں اور سجادہ نشینوں کو روحانی مقابلے کا چیلنج دیا اور لکھا کہ وہ آپ سے کامل مومنوں کی قرآنی علامات مثلاً امورِ غیبیہ کا اظہار، دعاؤں کی قبولیت، بشارات الہٰیہ اور معارفِ قرآن میں روحانی مقابلہ کر لیں

اور تجویز فرمایا کہ اس مقابلے کو فیصلہ کن حیثیت دینے کیلئے پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں ایک انجمن قائم کی جائے۔ یہ انجمن ایک سال تک ان علامات سے متعلق فریقین کے کوائف کا ریکارڈ رکھے اور کثرت کی صورت میں اس روحانی معرکہ آرائی میں حق و صداقت کا فیصلہ کیا جائے۔ حضرت اقدس نے یہ بھی تجویز فرمایا کہ اگر ایک سال کے عرصہ میں کوئی فریق وفات پا جائے تو تب بھی وہ مغلوب سمجھا جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص ارادہ سے اس کے کام کو نا تمام رکھا۔ تاکہ اس کا باطل ہونا ظاہر کرے۔

"آسمانی فیصلہ" میں اس مجوزہ انجمن کی تشکیل پر مزید غور کرنے کیلئے حضرت اقدس نے جماعت کے احباب کو ہدایت فرمائی کہ وہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان پہنچ جائیں۔ اس تاریخ کو احباب "البیت الاقصیٰ" قادیان میں جمع ہوئے۔ جلسہ کی کارروائی بعد نماز ظہر ہوئی جس میں سب سے پہلے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے

حضور کی یہ تازہ تصنیف (آسمانی فیصلہ) پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد حاضرین کے روبرو یہ تجویز پیش کی گئی کہ انجمن کے ممبران کون کون صاحبان ہوں اور کس طرح اس کی کارروائی شروع ہو۔

حاضرین نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ سردست یہ رسالہ (آسمانی فیصلہ) شائع کر دیا جائے اور مخالفین کا عندیہ معلوم کر کے بتراضیٔ فریقین انجمن کے ممبران مقرر کئے جائیں۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ اور حضرت اقدس نے تمام دوستوں سے مصافحہ کیا۔

جماعت احمدیہ کے اس تاریخی اور پہلے جلسہ میں صرف ۷۵ احباب شریک ہوئے۔

اس جلسہ سالانہ کے معاً بعد حضور نے ایک اشتہار لکھا جسمیں آپ نے تحریر فرمایا:

"آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔"

جلسہ سالانہ کی غرض و غایت

مذکورہ بالا اشتہار میں حضرت اقدس جلسہ سالانہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

"اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لیے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہِ حضرت عزّ جلشانہٗ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے" [2]

---

[1] تاریخ احمدیت جلد ۳ صد ۲۵۴ مولانا دوست محمد شاہد ادارۃ المصنفین ربوہ

[2] نشان آسمانی: روحانی خزائن ۱ جلد ۴ صد ۲۵۱-۲۵۲ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

حاضرین جلسہ سالانہ کی تعداد

جلسہ سالانہ	تعداد حاضرین
۱۸۹۱ء	۷۵
۱۸۹۲ء	۵۰۰
۱۹۰۷ء	۳۰۰۰

○ قدرت ثانیہ کا دورِ اوّل کا پہلا جلسہ

۱۹۰۸ء	۴۵۰۰

آخری

۱۹۱۳ء	۳۰۰۰

○ دورِ ثانی کا پہلا جلسہ

۱۹۱۴ء	۳۲۵۰

اعلان مصلح موعود کے بعد

۱۹۴۵ء	۳۳۴۳۵

متحدہ ہندوستان کا آخری جلسہ

۱۹۴۶ء	۳۳۷۸۶

تقسیم ہند کے بعد

۱۹۴۷ء	قادیان	۳۲۰
	لاہور	۶۲۵۰
۱۹۴۸ء	قادیان	۱۴۰۰
	لاہور	۱۷۰۰۰
۱۹۴۹ء	ربوہ کا پہلا جلسہ	۱۶۰۰۰
"	" دوسرا جلسہ	۳۰۰۰۰
۱۹۶۴ء	ربوہ	ایک لاکھ سے زیادہ

○ دورِ ثالث

جلسہ سالانہ	تعداد حاضرین
۱۹۶۵ء	۱,۳۰,۰۰۰
۱۹۸۱ء	۲,۲۵,۰۰۰

○ دورِ رابع

۱۹۸۲ء	۲,۵۰,۰۰۰
۱۹۸۳ء	۲,۷۵,۰۰۰

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ انگلستان

۱۹۸۵ء	۵,۰۰۰
۱۹۸۶ء	۶,۵۰۰

ابتدا یہ تھی کہ جلسے میں پچھتر تھے نفوس
اب یہ عالم ہے کہ عالم ہی تماشائی ہے

جناب نسیم سیفی

کامیابی کا راز

انسانوں کی باتیں کیا ہیں کیا ہیں ان کے کام
رکھ لیتے ہیں آپ ہی آپ وہ اُونچے اُونچے نام
ہر اِک گام پہ جیسے منزل لے گی ہاتھوں ہاتھ
ہر اِک چیز نظر آتی ہے محنت کا انعام
ہر ذرّے کو تارا سمجھیں ہر تارے کو چاند
ٹوٹے پھوٹے پتھر ان کے ذہن میں ہیں اصنام
زور لگا کر سب سے آگے بڑھنے کی اُمّید
لیکن پھر بھی ہر ہر بات میں رہتے ہیں ناکام
ہاں وہ لوگ کہ جن کی ہر اک بات میں شامل ہے
یادِ خدا کی اور خُدا کی رحمت کا انعام
گرتے پڑتے بھی وہ منزل کو پا لیتے ہیں
ان کا ایک تشخص ہے اور ان کا ایک مقام
وہ سوئیں تو قسمت ان کی جاگ کے پہرہ دے
وہ جاگیں تو آنکھیں ان کی جینے کا پیغام
وہ جو بات نکالیں منہ سے سچ کی ہو تعبیر
وہ جو کام کریں اس کام کا اچّھا ہو انجام
سعیٔ عمل کے ساتھ کریں اللہ سے استمداد
اپنے معمُولات میں لائیں ایسے استحکام
میں نے جو کچھ پایا ہے اس نام کے صدقے پایا
تو تج کے میں نے پھینک دیئے ہیں خود ہی سب اوہام
میں اب اور نسیم کہوں کیا میں ہوں ایک مثال
منزل بھی کرتی ہے میرے جذبوں کا اِکرام

حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب

محترم مولانا غلام باری صاحب سیف

آپ کا نام والدین نے محمد اعظم رکھا۔ باپ کا نام محمد، دادا کا نام بھی محمد پردادا کا نام محمد شریف تھا۔ آپ ۱۲۳۰ھ بمطابق ۱۸۱۴ء بہادر خیل کے قلعہ میں جو غزنی کے علاقہ میں واقع ہے پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان اپنے علم وفضل اور حسب ونسب کے لحاظ سے بہت مشہور تھا۔ آپ ذات کے سید تھے۔ آپ کی سوانح عمری اور مکتوبات کو آپ کے فرزند عبدالجبار صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب نے مرتب کیا اور آپ کے پوتے تاجر کتب عبدالحمید بن عبدالواحد صاحب غزنوی نے سٹیم پریس لاہور سے شائع کر دیا۔

آپ کے خطوط سے جن میں اکثریت آپ کے عزیزوں کے ہی نام ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک خدا رسیدہ بزرگ، قرآن وحدیث کے عالم اور سنتِ رسول کے دلدادہ تھے۔ دنیا ومافیہا سے آپ بیزار تھے۔ آپ کو راہِ حق میں بڑی بڑی تکالیف بھی برداشت کرنا پڑیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"سنت کی تابعداری کے شوق کی آگ نے میرے سینے میں شعلہ مارا۔ بس پھر تو تمام لوگ دشمن بن گئے اور انہوں نے مخالفت کا جھنڈا اٹھایا۔ الحمدللہ یہ بھی اللہ عزّوجل کی تربیت تھی کہ آخر عمر میں اسی طرح اس نے مجھ کو دنیاداروں سے بچالیا۔ ورنہ میری اولاد تو بسبب توجہ امیروں اور حاکموں کے ان کی صحبت اور مجالست اختیار کر لیتے اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتے"۔ ؎

پہلا الہام آپ کو لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ ہوا جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ فرماتے ہیں۔ اس وقت میں الہام کو سمجھتا بھی نہ تھا۔ یہ الہام آپ کو اسوقت ہوا جب آپ اپنے پردادا محمد شریف صاحب کی قبر کے پاس تھے فرماتے ہیں اسکا مفہوم میں یہ سمجھا کہ خدا کے سوا دوسرے کیطرف عبادت اور استعانت میں رجوع کرنا شرک ہے۔

آپ چھوٹی عمر میں جنگل اور تنہائی میں جا کر دعا کرتے طفولیت میں آپکی صالحیت اور تقویٰ کا ہر طرف چرچا ہو گیا جوانی میں آپ کو انقطاع الی اللہ میسر ہو گیا اور آپ مرجعِ خلائق ہو گئے۔ آپ نے تفکیر اور ذکر الٰہی کی خاطر ہلال کے پہاڑ میں جا کر رہنا اختیار کیا۔ یہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ آپ لوگوں کی ملاقات سے دور بھاگتے تھے لیکن لوگ آپ کے پاس وہاں بھی استفادہ کیلئے پہنچ جاتے۔ آپ لوگوں کو وصیت فرماتے کہ دنیاداروں کی صحبت زہرِ قاتل ہے اپنے مالکِ حقیقی کیطرف متوجہ رہو۔

آپ کے ماحول میں عام لوگ اور علماء بدعت در رسوم اور شرک میں مبتلا تھے۔ آپ کو غیب سے کبھی خواب کے ذریعہ کبھی الہام کے ذریعہ کتاب وسنت کی ترغیب دی جاتی۔ آپ خیال کرتے مجھ سے یہ کیسے ہوگا تو غیب سے اس آیت قرآنی کا مضمون الہام ہوتا سَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى آپ کا کتب خانہ بہت بڑا تھا۔ حدیث اور تفسیر کی کتب

آپ نے عرب و عجم سے اکٹھی کیں۔ علمی طور پر آپ نے شیخ حبیب اللہ صاحب قندھاری سے استفادہ کیا آپ متعدد بار اپنے شیخ کی خدمت میں تحصیل علم کیلئے حاضر ہوئے۔ آخر کار جب شیخ نے آپ کو رخصت کیا تو فرمایا:۔

اب آنے کی تکلیف نہ اٹھانا۔ تمہاری تربیت کرنیوالا خود اللہ عزّوجل ہے تم کو میری حاجت نہیں۔ اللہ عزّوجل تمکو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

قندھار کے علماء میں سے ملا گٹہ آپ کا مخالف ہو گیا۔ وہ آپ کو کبھی وہابی کہتا کبھی مبتدع۔ اس نے اطراف واکناف میں آپ کے خلاف خطوط لکھ کر لوگوں کو بھڑکایا۔ پنجاب کے مشہور عالم مولوی عبد الرحمان بن شیخ محمد بن بارک اللہ غزنی آرہے تھے۔ راستہ میں انہوں نے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے بارہ میں مخالفانہ کلمات سنے تو وہیں پر تین آیات قرآنی الہام ہوئیں۔

۱۔ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ (الذاریات آیت ۲۴)

(۲) وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ

(۳) اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ (الزخرف آیت ۶۰)

الغرض آپ قندھار سے اپنے وطن پہنچے۔ لوگوں کو توحید اور اتباع سنت کی طرف بلانا اور شرک اور بدعت اور رسوم سے منع کرنا شروع کیا۔ تو لوگ اور علما اور حاکم آپ کے خلاف ہوگئے اور نوبت بایںجا رسید کہ انہوں نے لوگوں کو آپ کے خلاف لڑنے کیلئے جمع کرنا شروع کیا اور دوسری طرف امیر کے کان بھرنا شروع کئے کہ اگر اس شخص کو کھلی چھٹی دی گئی تو یہ تمہارے ملک اور بادشاہت کیلئے خطرہ بن جائیگا۔ امیر نے علما کو بحث و مباحثہ کے لئے بلایا۔ علمائے نے خیال کیا کہ بحث و مباحثہ میں ہم اس پر غالب نہ آسکیں گے۔ انہوں نے جھوٹے گواہ تیار کئے کہ یہ شخص آنحضرت اور شفاعت کا منکر ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہے۔ امیر نے باوجود یہ جاننے کے کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں کہا مصلحت یہی ہے کہ آپ اس ملک سے چلے جائیں۔ آپ نے پشتو زبان میں چند شعر کہے جنکا مفہوم یہ تھا۔ اے مالک میری عزّت و آبرو تجھ پر قربان اگر تیری رضا میسّر ہوجائے تو میں اس عزت و آبرو کو جَو کے برابر بھی وقعت نہیں دیتا۔ اگر میری سو جانیں ہیں تو وہ بھی تجھ پر قربان۔ مَیں تو تیری خوشی کا طالب ہوں خواہ میرا سَر بدن سے الگ کردیا جائے۔

جب یہ علماء غزنی سے اپنے ملک واپس آئے علماء سے استفسار کیا۔ کیا فیصلہ کر آئے ہو! تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان کو کابل چھوڑ آئے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو خان ملا خان ہماری تنخواہیں موقوف کر دیتا۔ چنانچہ امیر دوست محمد کے حکم سے آپ سواد بنیر ہجرت کر گئے وہاں سے کوہٹہ اور پھر وہاں سے ہزارہ اور بالآخر دہلی میں مولوی سید محمد نذیر حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حدیث کی کتابوں کی سند حاصل کی اور جب دہلی میں غدر شروع ہوا تو وہاں سے پنجاب کا رخ کیا۔ راستہ میں لٹیروں نے آپ کے بدن پر جو کابلی پٹھو تھا وہ بھی چھین لیا۔ لیکن بعد میں واپس کر دیا۔ پنجاب میں آکر آپ نے پھر توحید اور بدرسوم کے خلاف جہاد شروع کردیا۔ لیکن پھر اس خیال سے کہ امیر دوست محمد کی رائے اب بدل چکی ہوگی وطن کی راہ اختیار کی۔ لیکن اب ماہ ہی گزرا تھا کہ امیر دوست محمد خان کے سوا آپ کے اخراج کا حکم لیکر پہنچ گئے۔ شہر کے علماء بھی جمع ہوگئے کہ آپ کی کتب اور سامان لوٹ لیں۔ لیکن بستی والوں کی مدافعت کیوجہ سے

پیچ بچاؤ ہو گیا۔ لیکن مخالفین نے پھر امیر دوست کو کہہ کر دوبارہ اخراج کا پروانہ جاری کروایا۔ مجبوراً آپ یاغستان کے پہاڑوں میں مع اہل وعیال چلے گئے۔ اور یہاں بھی توحید اور بدرسوم کے قلع قمع کا وعظ شروع کیا۔ علماء نے لوگوں کو جمع کیا آپ پر حملہ کیا، گھروں کو جلا دیا آپ کے کئی ساتھیوں کو زخمی کیا (سوانح عمری ص۵) اللہ نے آپ کے اہل وعیال کی نگہداشت فرمائی اور سب سلامت وہاں سے نکل آئے۔ قریہ بقریہ آپ پھرتے رہے امیر دوست محمد کی وفات کے بعد امیر شیر علی تخت نشین ہوا۔ آپ نے اسے خط لکھا کہ شاید یہ ظلم کا انسداد کر سکے لیکن اس نے جواب دیا

میں ایک شخص کی تمام رعایا کے خلاف رعایت نہیں کر سکتا۔ تم کو لازم ہے کہ ہماری ولایت سے باہر ہو جاؤ۔

اس پر آپ جنگل کی کسی غار میں جا کر چھپ گئے اور کچھ مدت پوشیدہ رہے۔ حکومت کی تبدیلی کے بعد پھر حاسدین نے ان کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنا شروع کیں۔ امیر نے مسلح سواروں کا ایک دستہ بھیج کر آپ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ ایک جرنیل نے کہا اس کو میرے ہاتھ میں دیں میں اُسے توپ سے اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا، مجھے اللہ کا حکم ہے کہ کتاب و سنت کو جاری کروں مجھے الہام ہوا ہے یَا عَبْدِیْ ھٰذَا کِتَابِیْ وَھٰذَا عِبَادِیْ فَاقْرَءْ کِتَابِیْ عَلٰی عِبَادِیْ۔ ؎۲

اے میرے بندے یہ میری کتاب ہے اور یہ میرے بندے ہیں۔ تو میرے بندوں پر میری کتاب پڑھ۔

اور قرآن مجید کی سورہ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۲۰ الہام ہوئی کہ ان کی خواہشوں پر نہ چلنا ورنہ اللہ کی حمایت تمہارے شامل حال نہ ہو گی۔

آپ نے فرمایا یہ مصیبتیں کیا ہیں جو مجھ پر آتی ہیں۔ میں تو اپنے مالک سے یہی چاہتا ہوں کہ اس راہ میں پارہ پارہ کیا جاؤں اور میری انتڑیاں اور روئے جنگل کے درختوں اور کانٹوں پر ڈالی جائیں اور پھر کوّے اپنی چونچیں ماریں۔

آپ نے ایسے دلی جوش سے کلام کیا کہ لوگ متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ بعض درباریوں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے پھر علماء کو بلا کر مباحثہ کروایا۔ علماء اکٹھے ہو کر حاکم کے پاس پہنچے اور کہا امیر دوست محمد خان کے عہد میں ہم اس کا کفر ثابت کر چکے ہیں اب دوبارہ تحقیق کی ضرورت نہیں اور سب نے آپ کے بارہ میں متفقہ کفر کا فتویٰ دیا۔ بہت ردوکد کے بعد قتل کے فتویٰ کو ترک کر کے یہ فتویٰ دیا کہ۔ درّے مارے جائیں۔ سر اور ڈاڑھی مونڈی جائے اور منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کر کے شہر میں پھرایا جائے ؎۲

چنانچہ آپکو سو درّے لگائے گئے اور تاکید کی کہ پوری سختی سے لگائے جائیں۔ ایک تھک جاتا تو دوسرا درّہ تھام لیتا۔ لوگوں کو یہی یقین تھا کہ آپ درّوں کی ضرب برداشت نہ کر سکیں گے کیونکہ اب آپ معمر تھے۔

قید خانہ میں ایک مرید روتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا

تُو کیوں روتا ہے عزت اور داڑھی کیا چیز ہے جو مولیٰ کی راہ و رضا میں چلی گئی شکر کرو دین ہاتھ سے نہیں گیا۔ رونا تو مخالفین کو چاہیئے کہ دین سے وہ ہاتھ دھو بیٹھے"

آپ کے بچوں کو بھی قید و بند کے مصائب جھیلنے پڑے۔ ملاؤں کے بہکانے سے آپ کو گرمی کے موسم میں پا پیادہ پشاور کی طرف دھکیل دیا۔ اس اثناء میں آپ کو بار بار یہ الہام ہوا،

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ؎

کہ ظالموں کی جڑ کٹ گئی اور سزاوارِ حمد رب العالمین کی ہی ذات ہے۔

ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ والی شہر ملک بدر ہوا پشاور سے ہوتے ہوئے آپ ہندوستان کے شہر امرتسر پہنچے۔ یہاں آپ نے قیام توحید اور بد رسومات کے ازالہ کا کام شروع کیا۔ آپ کی ذات مرجع خواص و عام ہوئی اور بالآخر ربیع الاول ۱۲۹۶ھ ہجری بمطابق ۱۸۸۱ء عیسوی آپ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی وفات پر بازار بند ہو گئے بڑی کثرت سے لوگ آپکی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ ہندوستان کے اکثر شہروں میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ آپ کو امرتسر کے متصل دروازہ سلطان ہند کے باہر دفن کیا گیا۔

آپ کے تیس کے قریب الہامات اس کتاب میں درج ہیں اس میں سے تین قرآنی آیات جو آپ پر الہام ہوئیں درج ذیل ہیں

۱۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (القیامہ)

۲۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحیٰ)

۳۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الم نشرح)

سیرت۔ آپ کی سوانح عمری کے ابتداء میں ہی آپ کی تعریف میں لکھا ہے۔ آپ عابد و زاہد، خدا کا کثرت سے ذکر کرنے والے، عاجزی اور خشوع و خضوع رکھنے والے۔ خدا کے حضور بہت دردمندی سے فریاد کرنیوالے، بردبار، ملہم محدّث، صدّیق، محمد، احمد، عبداللہ، خدا پر توکّل کرنیوالے صابر، حق بات کہنے میں کسی ملامت گر کی پرواہ نہ کرنیوالے بزرگ تھے

آپ کے بیٹے عبدالواحد صاحب کا عقد حضرت مولانا نورالدین صاحب کی ایک صاحبزادی سے ہوا تھا (احمدیت سے قبل) آپ کے متعدد مکتوب کے آغاز میں یہ رقم ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَفِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالنِّعْمَةِ وَالنِّقْمَةِ وَفِي الرَّحْمَةِ وَالزَّحْمَةِ وَالشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ وَالْعَطِيَّةِ وَالْبَلَاءِ

اللہ ہی کی تعریف ہے اس کا شکر ہے خوشی میں ناخوشی میں۔ آسانی میں تکلیف میں، نعمت میں سزا میں، رحمت میں اور زحمت یعنی دکھ و تکلیف میں، سختی میں اور نرمی میں عطائیں اور ابتلاء میں۔

اس کے بعد ہے صلوٰۃ و سلام اس ذاتِ والا صفات پر جنہیں وہ ایذا دی گئی جو کسی اور پیغمبر کو نہیں دی گئی اور نہ کوئی آپ کی طرح آزمایا گیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین اور اگلے اور پچھلوں کا مطاع اور آقا قرار دیا رحمۃ للعالمین کے لقب کا کیا عجیب سبب آپ نے بیان کیا فرماتے ہیں

خدا کی راہ میں اس کے پیاروں کو دکھ دیا جاتا ہے۔ ان دکھوں اور تکالیف میں خدا ان کی ڈھارس بندھاتا ہے اور ان کے درجات بلند کرتا ہے،،

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

کتابیات۔ ۱۔ سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی ص۵
۲ " " ص۱۷
۳ " " ص۱۹
۴ " " ص۲۱
مرتبہ مولوی عبدالجبار۔ مولوی غلام رسول
(مطبوعہ سٹیم پریس لاہور)

دینِ خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے۔
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
(درثمین)
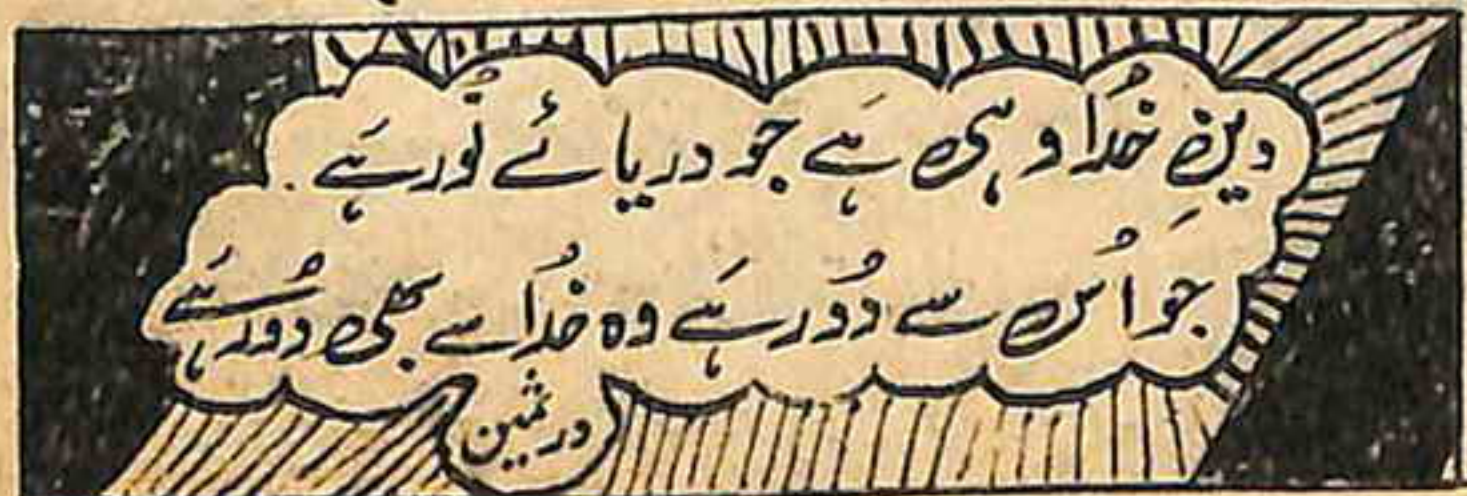
السلویڈور اور اس کے متعلق حضور کی ایک تازہ تحریک

۱۱ر اکتوبر ۸۶ء کو وسطی امریکہ کے ملک "السلویڈور" میں ایک شدید زلزلہ آیا جس میں ۴ ہزار سے زائد افراد ہلاک ہو گئے اور ہزاروں افراد زخمی اور بے گھر ہوئے۔ اور مواصلاتی رابطے منقطع ہو گئے۔ سب سے زیادہ تباہی دارالحکومت سان سلویڈور میں ہوئی جہاں شاید ہی کوئی عمارت نقصان سے محفوظ رہی ہو۔ نقصان کا اندازہ اربوں ڈالر میں ہے۔

صدر مملکت جوز نپولین ڈوارٹ کی طرف سے بین الاقوامی اداروں سے امداد کی اپیل کی گئی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۷ اکتوبر ۸۶ء کو خطبہ جمعہ میں اس زلزلہ زدہ علاقہ کے لئے امداد کی تحریک فرمائی۔ حضور نے فرمایا اس زلزلہ سے جو تباہی آئی ہے اس کے نتیجے میں بہت سے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے افراد ان کی کفالت کی ذمہ داری لیں اور یتامیٰ کی حفاظت کریں۔ اس ضمن میں حضور نے فرمایا کہ ایک مخلص احمدی نے اس مقصد کے لئے چالیس لاکھ روپے ادا کر دیئے ہیں کہ جماعت جس طرح کا چاہے یتیم خانہ قائم کرے اور ان کی مدد کرے۔ السلویڈور کے متعلق ایک مختصر معلوماتی مضمون ہدیۂ قارئین ہے۔

گوئٹے مالا
ھنڈوراس
سیانتاآنا
السلویڈور
سان سلویڈور
بحرالکاہل

فضیل ذرخ
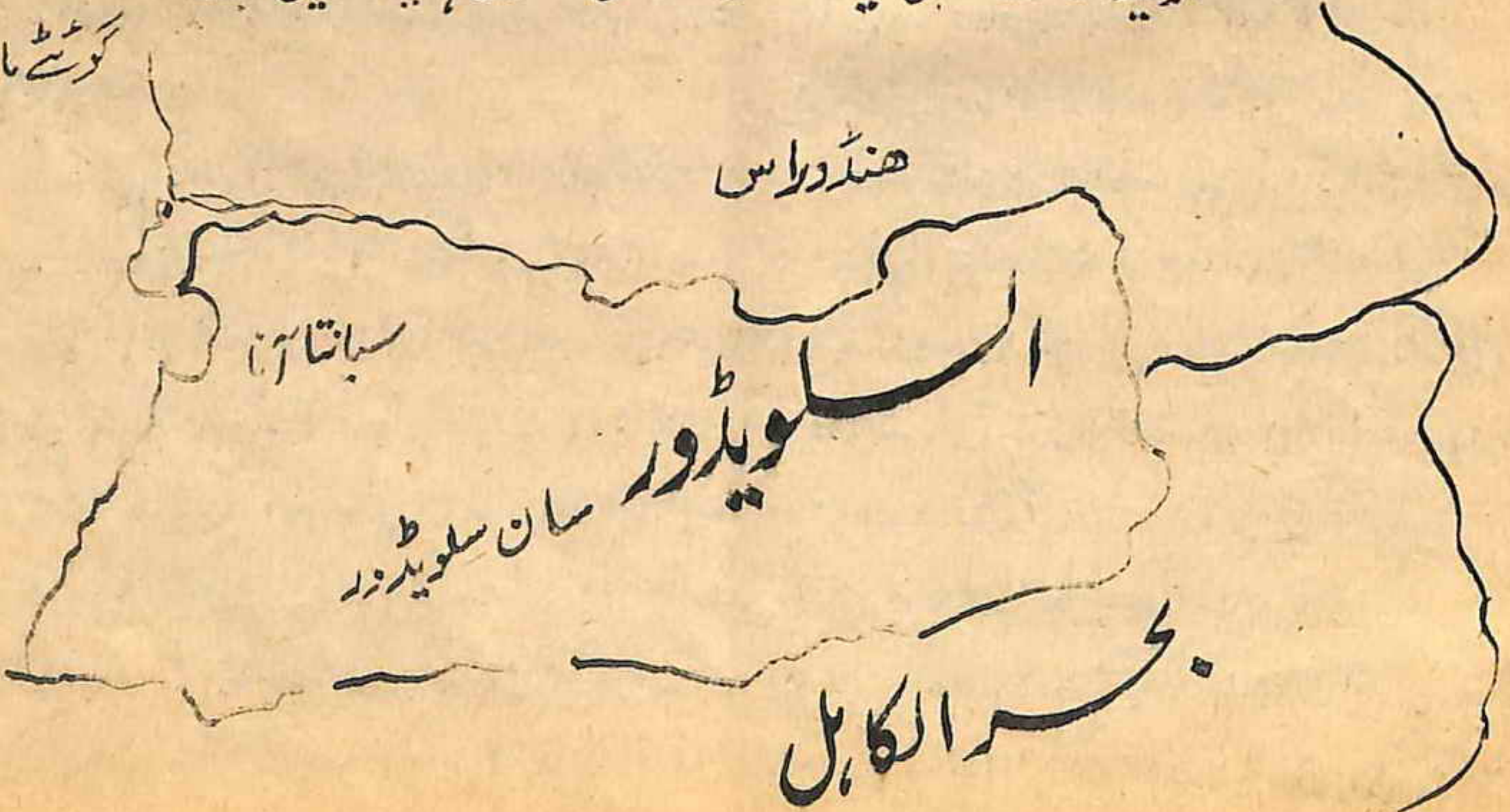
"السلویڈور" وسطی امریکہ کا سب سے چھوٹا اور آباد ملک ہے

۱۸۲۹ء میں وسطی امریکہ کا اتحاد جو گوئٹے مالا، السلویڈور، ہنڈوراس، نکاراگوا اور کوسٹاریکا پر مشتمل تھا ختم ہوگیا اور ۱۸۴۱ء میں ال سلویڈور نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔

اس کا رقبہ تقریباً ۲۱۳۹۳ مربع کلومیٹر ہے اور اس کی آبادی ۱۹۷۹ء کی مردم شماری کے مطابق ۴۳۶۴۵۲۹ ہے۔ اس کا دارالحکومت سان سلویڈور (SAN SA LVADOR) ہے۔ سالانہ آمدنی کا تناسب فی کس چھ صد ڈالر (امریکی) ہے۔ اہم شہر مندرجہ ذیل ہیں: سانتا آنا سان میگوئیل۔ میجی کانوس۔ ڈیل گدکونولسان سلواڈور (NEUVA SAN SALVADOR) اس ملک میں مقامی باشندوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ ملک کی زبان ہسپانوی ہے

آئین ملک کا آخری آئین ۱۹۶۲ء میں نافذ ہوا۔ جو دراصل ۱۹۵۰ء کے آئین میں ترمیمات کر کے تیار کیا گیا تھا۔ ملک کا اعلیٰ اختیار صدر کے پاس ہوتا ہے۔ جو پانچ سال کیلئے منتخب کیا جاتا ہے۔ وہ وزراء اور سیکرٹریز کو مقرر کرتا ہے۔ قانون سازی کا اختیار ایک ۵۲ افراد پر مشتمل اسمبلی کے پاس ہے۔ جس کو تمام ملک کے افراد مل کر منتخب کرتے ہیں۔ عدلیہ کا انتظام سپریم کورٹ کے پاس ہے جس کا ایک صدر اور ۹ مجسٹریٹ ہوتے ہیں جن کو اسمبلی ۳ سال کے لئے منتخب کرتی ہے۔ اور اس کے تحت مختلف عدالتیں ہوتی ہیں

دفاع ملک کا دفاعی نظام فوج کے سپرد ہے۔ حصے یہ ہیں۔

بری فوج ۷۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے جس میں ۳ ٹیریٹوریل ڈویژن ۳ انفنٹری بریگیڈیز ۱ توپ خانہ بریگیڈ ۱ فضائی دفاعی بٹالین ۱ انجینیر بٹالین ۱ پیراشوٹ بٹالین اور ایک کیوری سکواڈرن ہے۔

بحری فوج ۱۳۰ افراد پر مشتمل ہے نیز دو گشتی کشتیاں دو کٹرز CUTTERS اور تین ساحلی محافظین کے چھوٹے جہاز ہیں۔ السلویڈور اقوام متحدہ کا ممبر ہے

وسائل ۱۹۵۰ء میں دریائے لیمپا پر ایک دو سو فٹ بلند بہت بڑے بند کی تعمیر شروع کی گئی ۱۹۷۰ء میں بجلی کی پیداوار ۹۲۵۰۰۸ M.KW تھی اور خرچ ۸۲۱۰۹۱۴۰۲۷۶۰ تھا۔ تیل اور چاندی کی پیداوار بھی ہوتی ہے۔ ملک کی آبادی کا نصف سے زیادہ زراعت پیشہ ہے اس کے علاوہ جنگل موجود ہیں جن میں مہاگنی وغیرہ درخت ملتے ہیں جو دولت پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں

مذہب ملک کا ریاستی مذہب رومن کیتھولک (عیسائیت) ہے ۱۹۶۲ء کے آئین کے مطابق چرچ اور ریاست کے

ٹیکس سے بری کر دیا گیا ہے۔ رومن چرچ کو ایک قانونی حیثیت حاصل ہے۔

تعلیم تمام تعلیم مفت اور لازمی ہے۔ ۱۹۲۹ میں حکومت نے تمام سکولوں کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

ریلوے ملک میں ریلوے کا نظام قائم ہے جو ۱۹۶۵ میں قومیا لیا گیا۔ ریلوے کا تعلق اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک گوئٹے مالا سے بھی ہے۔ ریلوے کی کل لمبائی ۶۰۲ کلومیٹر ہے۔

فضائی رابطے مختلف ملکوں سے فضائی رابطے قائم ہیں۔ ہفتے میں تقریباً ۸۰ بین الاقوامی پروازیں آتی اور جاتی ہیں۔ بڑے اڈے سان السلویڈور کے قریب ایلوپانگو اور قسقطلان نامی ہیں

مواصلات ٹیلیفون اور ٹیلیگراف مکمل طور حکومتی ہیں۔ ملک میں دو ریڈیو سٹیشن ۶۵ سینما گھر ہیں۔ ملک سے ۲ روزنامے نکل رہے ہیں

(یہ مضمون سٹیٹس مین ایر بک کی مدد سے مرتب کیا گیا)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
میں اور یتیم کی دیکھ بھال میں لگا رہنے والا شخص جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے۔ آپؐ نے وضاحت کی غرض سے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی میں تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر دکھایا (بخاری)

حضور نے فرمایا:۔
مجھے کمزوروں میں تلاش کرو یعنی میں انکے ساتھ ہوں اور انکی مدد کر کے تم میری رضا حاصل کر سکتے ہو اور کمزوروں اور غریبوں کی مدد کی وجہ سے ہی تم خدا کی مدد حاصل کرتے ہو اور اسکے حضور رزق کے مستحق بنتے ہو۔
(ترمذی کتاب الجہاد)

تأثرات

(بر موقع جلسہ سالانہ۔ انگلستان)

راجہ نذیر احمد صاحب ظفر۔ ربوہ

اُن کے دربار تک آپہنچے ہیں
اپنی سرکار تک آپہنچے ہیں

لاکھ روکوں سے گزر کر آخر
ہم درِ یار تک آپہنچے ہیں

اپنی خوابوں میں بسا ہے جو شخص
اس کے دیدار تک آپہنچے ہیں

آج مغرب سے چڑھا ہے سورج
اُسکے انوار تک آپہنچے ہیں

جب بلاتا ہے پہنچ جاتے ہیں
ایسے معیار تک آپہنچے ہیں

ساری دُنیا کو جگانے کیلئے
بختِ بیدار تک آپہنچے ہیں

ساری قوموں پہ اثر ہے جسکا
ایسے کردار تک آپہنچے ہیں

واقعات آپ ہی اپنی رُو میں
میرے افکار تک آپہنچے ہیں

ہر صداقت سے ہمارے دشمن
صاف انکار تک آپہنچے ہیں

ہم تو چپ بیٹھے پہ مظالم انکے
خود ہی اظہار تک آپہنچے ہیں

کب تری آئے گی نصرت مولا
ہم تو اب دار تک آپہنچے ہیں

خریداران ماہنامہ "خالد" ربوہ
کی
خدمت میں ضروری التماس

ماہنامہ خالد ربوہ کے خریدار اور ایجنٹ صاحبان میں سے اکثر اس بات کو جانتے ہیں کہ ہم رسالہ اپنے احمدی بھائیوں سے رابطہ اور ان کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے شائع کرتے ہیں۔ اور حقیقتاً یہ رسالہ ان کا اپنا رسالہ ہے۔

اسی لئے ادارہ خالد نے چند سالوں سے اکثر خریداروں کے سالانہ چندہ خریداری کے ختم ہو جانے کے باوجود بھی خریداروں کو رسالہ خالد کی ترسیل باقاعدگی سے جاری رکھی ہوئی ہے۔

البتہ خریداروں کی خدمت میں چندہ ختم ہونے کی اطلاع بذریعہ کارڈ بھجواتے رہے ہیں۔ اور ماہ ستمبر اور اکتوبر ۱۹۸۶ء میں بعض خریداروں کی خدمت میں رسالہ بذریعہ وی پی بھی بھجوایا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ کچھ خریداروں نے وی پی وصول نہیں کی۔ (جب کہ ان کی خدمت میں بذریعہ کارڈ وی پی بھجوانے کی اطلاع کی گئی تھی) ہو سکتا ہے جیسے ہر ممکن احتیاط کے ساتھ رسالہ پوسٹ کرنے کے باوجود رسالہ ہر ماہ سینکڑوں خریداران تک نہیں پہنچ پاتا۔ اور ڈاک میں ہی ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح وی پی پیکٹوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو رہا ہو۔ ہم نے خریداروں کی خدمت میں رسالہ کی ترسیل جاری رکھی ہے۔ اس امید پر کہ ہمارے اکثر خریدار اپنے اس جریدہ سے دلی لگاؤ اور محبت رکھتے ہیں۔ وہ ضرور اپنا چندہ خریداری دستی یا بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر حسب سابق تعاون جاری رکھیں گے یا خط لکھ کر دوبارہ وی پی طلب فرمائیں گے۔ اسی طرح ماہ دسمبر ۱۹۸۶ء کا یہ شمارہ بھی کچھ خریداروں کی خدمت میں بذریعہ وی پی ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہ کرم وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔

(مینجر ماہنامہ خالد ربوہ)

ادارہ "خالد" ربوہ سے خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
مینجر ماہنامہ خالد ربوہ

خریداران سے درخواست ہے کہ اپنے پتہ کی تبدیلی کی اطلاع فوری طور پر دیا کریں۔ تاکہ آپ کا پرچہ ضائع نہ ہو۔ (مینجر)

سائنس

مکرّم محمود احمد صاحب اشرف۔ ربوہ

روشنی کی تلوار

اگر آپ سائنس کے طالب علم نہیں ہیں اور آپ سے یہ کہا جائے کہ روشنی کی ایک کرن ایسی بھی ہوتی ہے جو فولاد کو کاٹ سکتی ہے۔ ہیرا جو دنیا کی سخت ترین چیز ہے اسمیں سوراخ کر سکتی ہے تو شاید آپ ہماری بات کا یقین نہ کریں آپ اپنی اس حیرانگی میں حق بجانب بھی ہوں گے کیونکہ ہم عموماً روشنی کے نرم اور لطیف روپ ہی دیکھتے ہیں۔ مثلاً چاندرات میں دلوں کو گداز کر دینے والی چاندنی میں لطف اندوز ہوتے ہوئے کون سوچ سکتا ہے کہ روشنی کی کرنیں تلوار کا کام بھی کر سکتی ہیں اور تلوار بھی روایتی قسم کی نہیں بلکہ اس سے ہزاروں گنا بڑھ کر تیز اور فعال۔ آپ یقین کیجئے کہ روشنی کی ایسی تلوار موجود ہے اور اسے لیزر کا نام دیا گیا ہے۔

لیزر عام روشنی سے اتنی مختلف کیوں ہوتی ہے؟ دونوں کے فرق کو جو بہت ہی معمولی ہے سمجھنے کے لئے پہلے ہمیں یہ جاننا ہوگا کہ روشنی کیا ہے اور کس طرح پیدا ہوتی ہے جب روشنی کا ذکر ہو تو بات ایٹم تک جا پہنچتی ہے۔ روشنی ایک توانائی ہے جو ایٹم سے خارج ہوتی ہے۔ لیکن کس طرح؟ آیئے ہم بلب کے فلامنٹ سے روشنی کے اخراج کے عمل کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ فلامنٹ کے گرم ہونے کی حالت میں اس کے تمام ایٹم تیزی سے مسلسل حرکت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ لاتعداد مرتبہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔ اس وسیع تصادم کے دوران ایٹم کے مرکزہ کے گرد گردش کرنے والے الیکٹرون باہر سے کچھ توانائی اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ نتیجتہً وہ زیادہ پُھرتیلے ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے مخصوص مدار کو چھوڑ کر باہر والے کسی ایسے مدار میں چھلانگ لگا دیتے ہیں جو ایٹم کے مرکزہ یا نیوکلیس سے دور تر ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کرنی ضروری ہے کہ مرکزہ کے گرد الیکٹرون مختلف مداروں میں گردش کرتے ہیں اور ہر مدار میں توانائی کی ایک متعین معین مقدار رکھنے والے الیکٹرون ہی گردش کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر الیکٹرون کی توانائی میں کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس کا مدار بھی بدل جاتا ہے۔ پس جب الیکٹرون اپنی عام توانائی سے کچھ زیادہ توانائی جذب کرتا ہے تو وہ اپنے اصل مدار کو چھوڑ کر جو مرکزہ کے قریب تر ہوتا ہے کسی دور کے مدار میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور وہاں گردش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس صورت میں ایٹم EXCITED STATE میں ہوتا ہے یعنی یہ ایٹم کی ایک پُرجوش حالت ہوتی ہے۔ لیکن ایٹم کی یہ حالت بالکل عارضی ہوتی ہے۔ الیکٹرون کو لازماً اپنے اصل مدار میں واپس آنا ہوتا ہے چنانچہ جب الیکٹرون واپس آتا ہے تو جو توانائی جذب کر کے وہ باہر گیا ہوتا ہے واپس آنے پر وہی توانائی فوٹانز PHOTONS کی شکل میں خارج کر دیتا ہے۔ الیکٹرون کا جانا اور پھر واپس آنا یہ سارا عمل بہت ہی کم وقت میں ہوتا ہے یعنی سیکنڈ کے تقریباً کروڑویں حصے میں۔ فوٹانز

توانائی کے چھوٹے چھوٹے پیکٹ ہوتے ہیں اور روشنی ہمیشہ انہی فوٹانز پر مشتمل ہوتی ہے۔

یہ تھا روشنی کے اخراج کا عمل۔ لیعنی شعاعیں بھی چونکہ روشنی ہی کی ایک قسم ہوتی ہیں اس لئے یہ بھی بالکل اسی طرح پیدا ہوتی ہیں۔ وہ واحد فرق جو عام روشنی اور لیزر میں ہوتا ہے وہ ترتیب اور تنظیم کا ہے۔

عام روشنی میں فوٹانز بے ترتیب طریقے سے خارج ہوتے ہیں۔ یعنی سب فوٹانز ایک ہی زاویے پر نکلتے ہیں۔ ان کی توانائی یکساں ہوتی ہے۔ اور دو فوٹانز کے نکلنے کا درمیانی وقفہ یا فاصلہ یکساں ہوتا ہے جبکہ عام روشنی میں یہ سب کچھ اس کے برعکس ہوتا ہے نتیجۃً عام روشنی چاروں اطراف میں پھیل جاتی ہے اور اس کی توانائی کمزور پڑ جاتی ہے۔ اور وہ زیادہ دور تک سفر نہیں کر سکتی۔ لیزر میں فوٹانز کی تنظیم کی بدولت شعاع انتہائی کم پھیلتی ہے ایک سیدھی لائن میں بہت دور تک سفر کرتی ہے اور ان شعاعوں کی توانائی اور شدت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

لیزر شعاعوں کی بہت سی اقسام ہیں۔ ہر قسم کی لیزر اپنی الگ الگ خصوصیات کی بناء پر مختلف کاموں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر سب کو تیار کرنے کا اصول ایک ہی ہوتا ہے۔ صرف ایٹم کو EXCITE کرنے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔

لیزر شعاعوں کی خصوصیات نے انہیں بے پناہ کارآمد بنا دیا ہے۔ مثلاً لیزر کی اس خاصیت کے باعث کہ وہ ایک باریک لائن میں بہت دور تک سفر کر سکتی ہے ان کے ذریعے سمندر میں تقریباً ایک کلومیٹر گہرائی تک دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح پائپ لائنز وغیرہ بچھاتے وقت انہیں لیزر شعاعوں کی مدد سے سیدھا رکھا جاتا ہے۔

لیزر کو عدسوں کی مدد سے ایک اتنے چھوٹے نقطے پر مرتکز کیا جا سکتا ہے جو ایک مربع ملی میٹر کا دس لاکھواں حصہ ہوتا ہے۔ اور اس طرح ان کا درجہ حرارت ایک لاکھ ڈگری سنٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے۔ اسی وجہ سے لیزر شعاعیں دھاتوں کو پگھلانے اور کاٹنے اور ان میں سوراخ کرنے کا جدید ترین ذریعہ ہیں۔

طب اور خصوصاً جراحی کے شعبہ میں لیزر ایک انقلاب برپا کر رہی ہیں۔ یہ شعاعیں بہت ہی باریک اور تیز ہوتی ہیں اس لئے جسم کے کسی بھی حصہ تک ارد گرد کے کسی حصہ کو نقصان پہنچائے بغیر پہنچ سکتی ہیں۔ اس لئے جدید جراحی میں یہ ناقابل یقین حد تک کارآمد ہیں۔ یہاں تک کہ ایک سیل کی جراحی جسے MICROSURGERY کہتے ہیں، بھی ان کے ذریعے کی جاتی ہے۔ آنکھ کی پتلی پھٹ جانے سے بینائی ختم ہو جاتی ہے۔ لیزر کے ذریعہ پتلی کو دوبارہ جوڑا جا سکتا ہے اسی طرح جسم میں مختلف پھوڑوں اور ٹیومرز کو لیزر کے ذریعے ختم کر دیا جاتا ہے۔ لیزر کے ذریعے آپریشن کے دوران کوئی خون نہیں بہتا اور نہ ہی درد کا احساس ہوتا ہے اس لئے مریض کو بے ہوش کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ گردے میں پتھری ہو تو لیزر کے ذریعے اُسے ریزہ ریزہ کر دیا جاتا ہے اور پھر وہ پیشاب کے ذریعے خارج ہو جاتی ہے۔ اور مریض چند گھنٹوں میں فارغ اور صحتیاب ہو جاتا ہے۔

لیزر کا ایک دلچسپ استعمال ہولوگرافی HOLOGRAPHY میں ہوتا ہے۔ ہولوگرافی اس فوٹوگرافی کو کہتے ہیں جس میں آپ تصویر کو تین جہتوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی عام تصویر میں تو ہم لمبائی اور چوڑائی ہی دیکھتے ہیں مگر ہولوگرافی میں موٹائی بھی نظر آتی ہے۔ ہولوگرام تصویریں جسم کو لیزر شعاعوں سے روشن کرنے سے بنتی ہیں۔ توقع کی جا سکتی ہے کہ آئندہ ٹی وی وغیرہ

پر زمین جنتوں والی تصویریں دیکھی جا سکیں گی۔

مشہور افسانہ نگار ایچ جی ویلز نے اپنی ایک کہانی "سٹار وار" میں مریخ کے رہنے والوں کے ساتھ شعاعی جنگ کا خواب دیکھا تھا۔ لیزر نے اس خواب کو حقیقت کا روپ دے دیا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ یہ جنگ مریخ اور زمین والوں کے درمیان نہیں بلکہ زمین پر بسنے والے انسانوں کے مابین ہی ہے۔ امریکہ کا خلائی جنگ (یا دفاع) کا پروگرام جسے سٹار وار کا نام ہی دیا گیا ہے لیزر کی بدولت ہی ہے۔ لیزر کے ذریعے ہر قسم کے میزائلوں کو قبل اس کے کہ وہ اپنے نشانے پر لگیں خلا میں ہی آن واحد میں تباہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے لیزر اسلحہ کو مصنوعی سیاروں، خلائی سٹیشنوں اور طیاروں وغیرہ میں نصب کرنے کا پروگرام ہے۔ ایک اندازے کے مطابق تیسری عالمگیر جنگ میں اگر کسی قوم کی فتح ممکن ہے تو وہی قوم ہوگی جو لیزر ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ہوگی۔

اسلحے کے دس بڑے سوداگر

۱۔ **چین** ـــــ لڑاکا طیارے، چھوٹی حملہ آور کشتیاں، ٹینک، آمدنی ۔ ۳٫۴ بلین ڈالر
خریدار ـــــ ایران، عراق، مصر

۲۔ **جنوبی کوریا** ـــــ بحری جہاز، حملہ آور کشتیاں، ٹینک، طیارے، چھوٹے ہتھیار، آمدنی ۔ ۲٫۲ بلین ڈالر
خریدار ـــــ تھائی لینڈ، ملائیشیا، پاکستان، عراق

۳۔ **شمالی کوریا** ـــــ بحری جہاز، حملہ آور کشتیاں، توپ خانہ، ٹینک، چھوٹے ہتھیار، آمدنی ۔ ۲ بلین ڈالر
خریدار ـــــ ٹوکیو، ایران، پاکستان، مصر

۴۔ **اسرائیل** ـــــ طیارے گائڈڈ میزائل، ٹینک، توپ خانہ، چھوٹے ہتھیار، آمدنی، ۱٫۸ بلین ڈالر
خریدار ـــــ امریکہ اور پچاس دوسرے ممالک

۵۔ **برازیل** ـــــ طیارے گائڈڈ میزائل، ٹینک، توپ خانہ، چھوٹے ہتھیار، آمدنی، ۹۶۰ ملین ڈالر
خریدار ـــــ ارجنٹائن، تائیوان

۶۔ **مصر** ـــــ گائڈڈ میزائل، بحری جہاز، چھوٹے ہتھیار، خریدار عراق، چین

۷۔ **پاکستان** ـــــ طیارے چھوٹے ہتھیار، آمدنی ۴۲۰ ملین ڈالر خریدار چین، افغان مجاہدین

۸۔ **جنوبی افریقہ** ـــــ لڑاکا طیارے، میزائل، بحری جہاز، توپ خانہ، چھوٹے ہتھیار، آمدنی، ۲۴۵ ملین ڈالر

۹۔ **بھارت** ـــــ طیارے گائڈڈ میزائل بحری جہاز، ٹینک، چھوٹے ہتھیار آمدنی، ۲۰۰ ملین ڈالر

۱۰۔ **سنگاپور** ـــــ بحری جہاز، چھوٹے ہتھیار، آمدنی، ۱۴۰ ملین ڈالر
خریدار ـــــ انڈونیشیا، تھائی لینڈ، ایران، عراق، اومان، سعودی عرب

اخبارِ مجالس

اجتماعات

جھنگڑ حاکم والا ضلع شیخوپورہ

۱۹؍۲۰ اگست کو مجلس کا ایک روزہ تربیتی اجتماع ہوا۔ اطفال اور خدّام کے تلاوت، نظم، تقریر۔ اور معلومات کے مقابلہ جات ہوئے۔ اور انعامات تقسیم کیئے گئے۔ حاضرین کی تعداد ۱۰۰ تھی

عزیز آباد کراچی

مورخہ ۵ اور ۶ ستمبر کو مجلس کا سالانہ اجتماع ہوا۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اور انعامات دیئے گئے۔ حاضرین کی تعداد ۳۰۸ تھی جن میں سے ۵۰ انصار و خدّام دوسری مجالس کے تھے۔

مریدکے ضلع شیخوپورہ

۱۵ اگست کو مجلس کا اجتماع ہوا جس میں علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اور کامیاب ہونے والوں میں انعامات تقسیم کیئے گئے۔ حاضرین کی تعداد ۱۰۰ تھی۔

ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

۲۸؍۲۹ اگست کو تربیتی اجتماع ہوا۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اور انعامات تقسیم کیئے گئے۔ بزرگانِ سلسلہ نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ حاضرین کی تعداد ۹۴۰ تھی۔

ضلع تھرپارکر

مورخہ ۷، ۸۔ اگست کو ضلع تھرپارکر کا اجتماع ہوا۔ جس میں چھبیس ۲۶ مجالس نے شرکت کی۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اور انعامات تقسیم کیئے گئے

ضلع میانوالی

۲۶ ستمبر ۱۹۸۶ء کو ضلع میانوالی کا سالانہ اجتماع ہوا۔ ۷۵ فیصد خدّام و اطفال شامل ہوئے۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے اور انعامات تقسیم کیئے گئے۔

ضلع خوشاب

قیادت ضلع خوشاب کے تحت سالانہ اجتماع ۷، ۸ اگست کو بمقام بھان اُمید علی ورک منعقد ہوا۔ جس میں ضلع کی ۱۹ میں سے ۱۸ مجالس شریک ہوئیں۔ اور ۲۰۰ کے قریب خدام و اطفال شامل ہوئے۔ مرکزی نمائندہ نے شرکت کی۔ علمی و ورزشی مقابلے ہوئے۔ اور انعامات دیئے گئے

تربیتی کلاس

ضلع اٹک

مجلس خدّام الاحمدیہ ضلع اٹک کے زیرِ اہتمام ۱۱، ۱۲ ستمبر ۸۶ ۱۹ء کو ایک تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا۔ جس میں تربیتی اجلاسات کے علاوہ علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ اور انعامات تقسیم کیئے گئے۔ افتتاحی اجلاس میں ۳۵ اور اختتامی اجلاس میں ۶۰ خدام و اطفال نے شرکت کی۔

تعلیم

نواب شاہ
یکم اگست کو قمر آباد میں تربیتی اجلاس ہوا۔ جس میں ضلع کی دوسری جماعتوں نے بھی شرکت کی۔ تلاوت۔ نظم۔ تقریر اور معلومات کے مقابلہ جات ہوئے اور بزرگان نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔

دارالذکر فیصل آباد
اگست میں خدام کے درمیان "حج قربانی اور عیدین کے مسائل" کے موضوع پر ایک معلوماتی مقابلہ کروایا گیا۔ جیتنے والی ٹیم کو انعام دیا گیا۔ حاضرین کی تعداد اسّی تھی۔

خاص جلسے

ضلع خوشاب کی مندرجہ ذیل قیادتوں میں جلسہ ہائے مسیح موعود منعقد ہوئے۔ احمد آباد جنوبی میں ۳-۳-۸۶ کو جلسہ ہوا اور خدام انصار اطفال کے علاوہ مستورات نے بھی شرکت کی۔ 5-M-8 میں ۳-۴-۸۶ کو جلسہ ہوا۔ اور مختلف موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ B-D-39 میں ۲-۴-۸۶ کو جلسہ ہوا۔ خدام، اطفال اور انصار نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔

خدمتِ خلق

بہاولپور
چک نمبر B-D-63 میں ۲۹ اگست کو میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ احمدی ڈاکٹروں اور میڈیکل کے طلبائ نے مریضوں کی خدمت کی۔ ۲۰۰ مریضوں کو تقریباً ایک ہزار روپے کی ادویات مفت دی گئیں۔

آر۔ ایس وکھوڑہ
۲۶-۹-۸۶ کو مجلس ٹنڈو نت آر۔ ایس اور مجلس کھوڑہ کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ جس میں ۴۷ خدام و اطفال، مستورات نے بھی شرکت کی۔

امورِ طلباء

ضلع کراچی
۹ ر اگست ۱۹۸۶ء احمدیہ ہال کراچی میں بین المجالس طاہر مقابلہ معلومات منعقد ہوا جس میں مختلف ٹیموں نے حصّہ لیا۔ اور کامیاب ہونے والوں کو انعامات دیئے گئے۔

مجلس جھنگڑ حاکم والا ضلع شیخوپورہ

ماہ جولائی میں تین اجلاس عام ہوئے۔ اور ایک اجتماع ہوا۔ جولائی اگست میں ۷ مرتبہ وقارِ عمل ہوا۔ ۱۰ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ والی بال اور کرکٹ کے میچ منعقد ہوئے۔

ملتان چھاؤنی

مجلس نے سیلاب زدگان کے لیئے ۱۲۸ جوڑے کپڑے جمع کیئے۔ اگست میں تین خدام نے خون دیا۔ قربانی کے موقعہ پر غریب احباب کے گھروں میں گوشت پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ غریب مریضوں کو مفت ادویات مہیا کی گئیں۔

حسین آگاہی ملتان
ماہِ ستمبر ۸۶ء اس ماہ ایک اجلاس عام ہوا۔ جس میں ۷ خدام و اطفال شامل ہوئے

اس ماہ مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ہوا۔ عشرۂ وصولی اور عشرۂ تحریکِ جدید منایا گیا۔

اصلاح وارشاد

٭ لانڈھی کورنگی کراچی نے یکم تا ۱۰ اپریل عشرہ اصلاح وارشاد منایا۔ ۱۵ اپریل کو قیادت ضلع کے تحت ہونے والے ریفریشر کورس میں ۱۳۔ خدام نے شرکت کی

مجلس سکرنڈ۔ سندھ

جامعہ احمدیہ کے دو طلباء پر مشتمل واقفین عارضی کے ایک وفد کی تشریف آوری اوران کی محنت سے مجلس میں نمایاں بیداری پیدا ہوئی۔ خدام کو قرآنی سورتیں اور نماز کا ترجمہ یاد کرایا گیا۔ قرآن کریم باترجمہ پڑھایا گیا۔ دینی معلومات کے مقابلے بھی ہوئے۔

جولائی میں ۳۔ اجلاس عام منعقد ہوئے۔ جس میں کثرت کے ساتھ خدام و اطفال شریک ہوئے۔

انگلستان

مصلح موعود ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ

۳۔ مارچ کو شمالی برطانیہ کا پہلا مصلح موعود ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ جس میں دس قیادتوں کے کھلاڑی شامل ہوئے۔ افتتاح نائب امیر جماعت محترم عطاء المجیب راشد صاحب نے کیا۔

ٹورنامنٹ میں چار چار کھلاڑیوں کے آٹھ گروپ بنائے گئے۔ ہر گروپ کا فاتح جو کہ لیگ سسٹم کی بنیاد پر آیا تھا سیمی فائنل میں پہنچنے کے لئے اسے ناک آؤٹ سسٹم کے تحت کھیلنا تھا۔ فائنل مبشر لون صاحب اور نعیم لون صاحب کے مابین کھیلا گیا۔ جو باپ بیٹا ہیں مبشر لون صاحب جیت گئے۔

اس کے ساتھ ہی اطفال کا ٹورنامنٹ بھی ناک آؤٹ سسٹم پر کھیلا گیا۔ ندیم احمد صاحب نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

فائنل میچ حضرت امام جماعت احمدیہ نے بھی ملاحظہ فرمایا۔ اور انعامات تقسیم فرمائے۔ اپنے خطاب میں حضور نے فرمایا کہ کھیل کا معیار ٹورنامنٹ سے نہیں بلکہ سال بھر کی پریکٹس سے بلند ہوتا ہے۔ آپ نے فائنل میچ (جو باپ بیٹے کے درمیان ہوا تھا) کی تعریف فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ دینی روح کے عین مطابق تھا۔ ٹورنامنٹ میں ۳۲ خدام اور ۱۹۔ اطفال شریک ہوئے۔

جنوبی انگلستان کا اجتماع

جنوبی برطانیہ نے ۱۵ مارچ کو اپنا پہلا اجتماع منعقد کیا۔ علاقائی قائد ولید احمد صاحب نے افتتاح کیا۔ علمی اور ورزشی مقابلے بھی ہوئے جنہیں علاقہ کے غیر احمدی معززین نے تشریف لاکر ملاحظہ کیا۔ اور ان کی خدمت میں تحائف بھی پیش کئے گئے۔ اختتامی اجلاس کے لئے حضور انور نے اپنا روح پرور پیغام ارسال فرمایا تھا۔

قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ وہ اپنی مجلس میں ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ کا تقرر ضرور کریں

مہتمم اشاعت

مکرم ملک محمود احمد ناصر۔ ربوہ

۸۶ سنہ ..... آئینہ عالم میں

یہ ۱۹۸۶ء ہے - ہزاروں برس سے قائم اس دنیا میں بے شمار ایسے واقعات رونما ہوئے جو اپنی اہمیت کی وجہ سے ۸۶ سنہ کے حوالے سے ہمیشہ کے لئے تاریخ کا حصہ بن گئے۔ آئندہ صفحات میں تاریخ کے اسی حصہ کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

★ ۵۸۶ ق.م :- اہل بابل نے ۵۹۶ ق م میں یروشلم پر قبضہ کر لیا تھا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا کر بابل لے جایا گیا تھا۔ دس برس بعد یعنی ۵۸۶ ق م میں یروشلم کو تباہ کر دیا گیا اور مزید قیدی بابل بھجوائے گئے جہاں وہ ۵۳۸ ق م تک مقید رکھے گئے۔

★ ۸۶ سنہ : ارسطو کا شمار یونان کی بہت بڑی علمی شخصیات میں ہوتا ہے۔ ارسطو کے پاس کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا جو اُس کی ذاتی ملکیت تھا۔ ۸۶ سنہ میں یہی ذخیرہ جسے ہم ارسطو کی لائبریری بھی کہتے ہیں یونان سے روم منتقل ہوا۔

★ ۶۸۶ سنہ : اموی خلیفہ مروان بن حکم کے انتقال کے بعد عبد الملک خلیفہ بنے۔

★ ۸۸۶ سنہ : حضرت ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی المعروف حضرت ابن ماجہؒ کی وفات ۸۸۶ سنہ میں ہوئی۔ آپ نے احادیث کی مستند کتاب "سُنَنِ ابنِ ماجہ" تدوین کی۔ ایک تفسیر قرآن بھی لکھی جو ناپید ہے۔ آپ ۸۲۴ سنہ میں پیدا ہوئے تھے۔

★ ۱۰۸۶ سنہ : میں یوسف بن تاشفین نے شاہ الفانسو کو عبرتناک شکست دی۔

★ ۱۱۸۶ سنہ : سلطان محمد غوری کے ہندوستان پر حملے جاری رہے۔ ان حملوں کا آغاز ۱۱۷۵ سنہ میں ہوا تھا۔ اور بالآخر ۱۱۹۵ سنہ میں دہلی میں اسلامی سلطنت کے قیام پر منتج ہوا۔

★ ۱۲۸۶ سنہ : خاندانِ غلاماں کے چھٹے شہنشاہ "بلبن" کی وفات ہوئی۔ بلبن ۱۲۰۶ سنہ میں پیدا ہوا اور ۱۲۶۶ سنہ میں بادشاہ بنا۔

★ ۱۴۸۶ سنہ : ۱۵۴۰ سنہ میں شاہِ ہند بننے والا "شیر شاہ سوری" ۱۴۸۶ سنہ میں پیدا ہوا۔ بادشاہ بننے کے پانچ برس بعد یعنی ۱۵۴۵ سنہ میں شیر شاہ سوری کا انتقال ہو گیا۔

★ ۱۵۸۶ سنہ : ایران میں شاہ عباس صفوی بادشاہ بنا اور اس طرح ایران میں ایک شاندار دورِ حکومت کا آغاز

ہوا۔ شاہ عباس صفوی ۴۲ برس حکومت کرنے کے بعد ۱۶۲۸ء میں انتقال کر گئے۔

★ ۱۶۸۶ء : یہ سال برطانیہ میں لوئی چہاردہم کے شاندار دورِ حکومت کے عروج کا سال ہے۔ ان کا دورِ حکومت ۱۶۴۳ء سے ۱۷۱۵ء تک یعنی قریباً ۷۳ برس رہا۔

یہی سال یعنی ۱۶۸۶ء ہندوستان میں مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے سنہری دور کے عروج کا سال بھی ہے۔ عالمگیر کا دور ۱۶۵۸ء میں شروع ہو کر ۱۷۰۷ء میں ختم ہوا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد آنے والے بادشاہوں کی حکومت عملاً ختم ہو گئی۔

★ ۱۷۸۶ء : لارڈ کارنوالس کو وارن ہسٹنگز کی جگہ ۱۷۸۶ء میں ہندوستان کا گورنر جنرل بنا کر بھیجا گیا۔ لارڈ کارنوالس ۱۷۹۳ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

ہندوستان میں تیرھویں صدی کے مجدد اور جہاد حریت کے علمبردار حضرت سید احمد بریلوی پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۸۳۱ء میں ہوئی۔

★ ۱۸۸۶ء : اس سال حضرت مسیح موعود نے پیشگوئی درباره مصلح موعود شائع فرمائی۔ سیدنا مصلح موعود اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے اور پیشگوئی کے تمام حصوں کو پوری شان سے مکمل کرنے کے بعد ۱۹۶۵ء میں ۷۶ برس کی عمر میں وفات پا گئے

۱۸۸۶ء میں ہی جرمنی کے ڈائملر نے گیسولین انجن امریکہ کے پوپ نے سیفٹی بائیسکل ایجاد کی۔ اسی سال جرمانیم (GE)۔ فلورین (F) اور ڈسپروسیم (DY) تین کیمیائی عناصر دریافت ہوئے۔

دنیا کی تیس لمبی سرنگوں میں سے دو جو سڑک اور ریلوے لائن دونوں کے لئے استعمال ہوتی ہیں ۱۸۸۶ء میں تعمیر ہوئیں۔ پہلی سرنگ سیورن نامی ویلز (انگلینڈ) میں ہے جس کی لمبائی ۴٫۴ میل ہے جبکہ دوسری مرسی رود نامی لورپول (انگلینڈ) میں ہے جو ۲ میل لمبی ہے۔

★ ۱۹۸۶ء

فلپائن کے ظالم آمر مارکوس کو انتہائی حسرت کے ساتھ اقتدار چھوڑ کر ملک سے فرار ہونا پڑا۔ بیس ۲۰ برس تک قائم رہنے والی اس آمریت کا انجام نامرادی کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ مسز کوری اکینو ملک کی نئی منتخب سربراہ ہیں۔

۲۵-۲۶-۲۷ جولائی کو لندن کے قریب ٹلفورڈ اسلام آباد کے مقام پر جماعت احمدیہ انگلستان کا جلسہ سالانہ نہایت شان سے منعقد ہوا۔ دنیا بھر سے ہزاروں احمدی اپنے آقا کے پُر معارف ارشادات سے فیضیاب ہونے کے لئے وہاں پہنچے اور روحانی انوار و برکات سے جھولیاں بھر کر واپس لوٹے۔
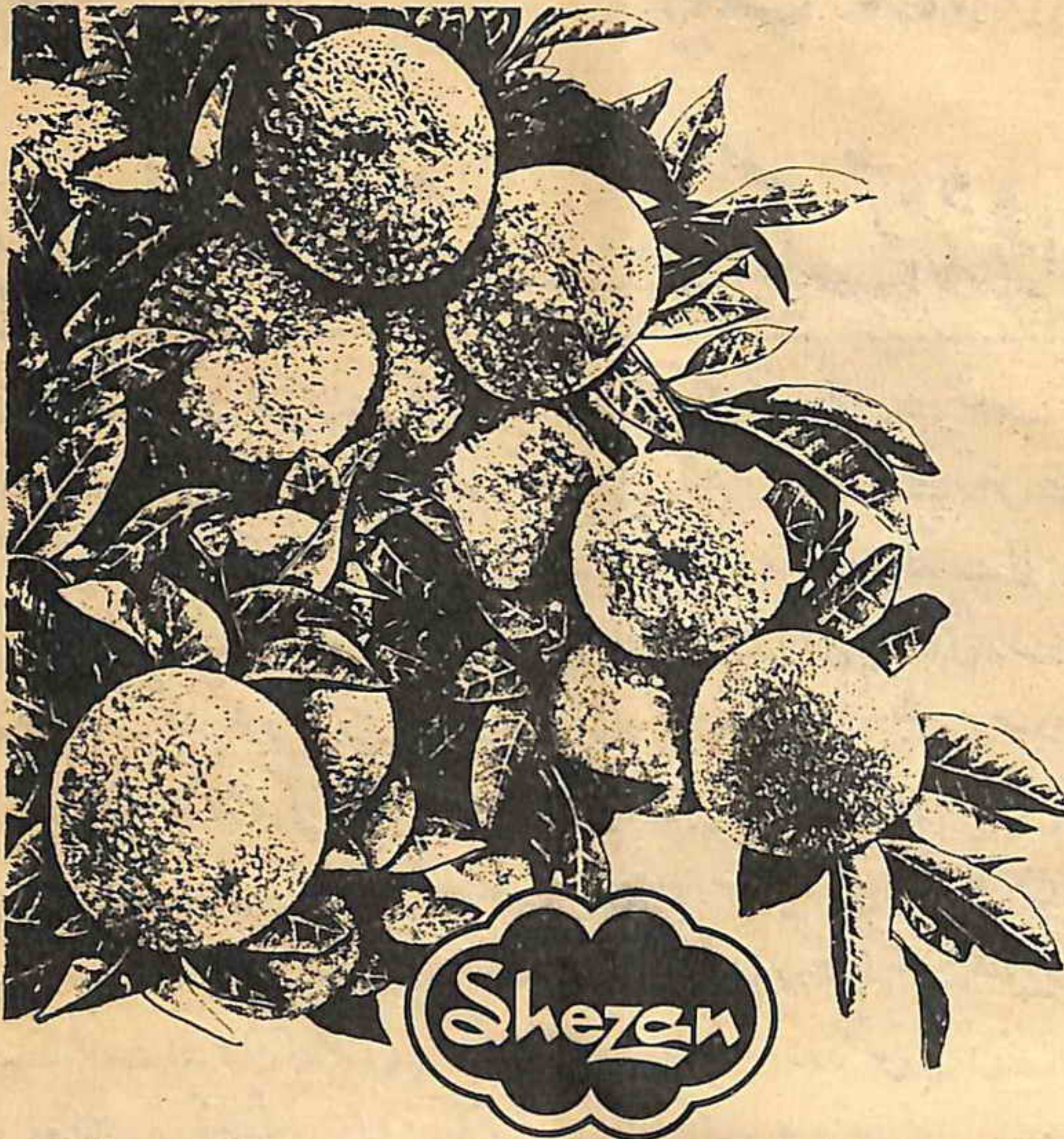
آخری صفحہ

ایک زندہ روایت

نئے سال کا آغاز ـــــــ ایک زندہ روایت

لندن کی ایک ٹھٹھرتی رات کا ذکر ہے۔ لیکن یہ رات لندن کی عام راتوں سے مختلف تھی یہ رات ۳۱ دسمبر کی رات تھی سارا لندن عیش ونشاط میں غرق تھا، رقص گاہیں نوجوان جوڑوں کے رقص سے جھوم رہی تھیں۔ اور مے کدے رندوں کے دم سے آباد تھے یہ عیش وعشرت کا غلغلہ، یہ دُنیاوی لذّات کی ہماہمی، یہ ساز وآواز کی محفلیں ایک نئے سال کی آمد کی خوشی میں تھیں۔ لیکن ایسے میں لندن کی یہ جگمگاتی رات جو معنوی طور پر بیشمار تاریکیوں کا مجموعہ تھی ایک شخص کو دیکھ رہی تھی جو لندن کے ایک ریلوے اسٹیشن پر سردی سے بچاؤ کے لئے ایک گوشے میں کھڑا تھا اور گاڑی کی آمد کا منتظر تھا۔ اس نے بھی نئے سال کے استقبال کے لئے ایک طریق اختیار کیا وہ اسی گوشے میں اپنے ربّ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا اس کی روح بنی نوع انسان کی بے راہ روی پر بے قرار ہوئی وہ خدا کے حضور تڑپ کر رو دیا۔ جب اس نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک شخص جو لندن کا باسی ہے وہ اس کے قریب کھڑا ہے اور اس کی پلکوں پر بھی آنسو چمک رہے ہیں۔ وہ شخص حیران ہوا اور پوچھا کہ میں تو اپنے ربّ کے حضور فریاد کناں تھا لیکن تمہیں کیا ہوا؟ تمہاری آنکھیں کیوں نم ہوئیں؟ اس دوسرے شخص نے جواب دیا کہ میں حیران ہوں کس طرح آج سارا لندن مئے ناب میں غرق اور عیش وعشرت کی محفلیں سجائے بیٹھا ہے اور تم اپنے خدا کے حضور کھڑے تھے اور وہ بھی رات کے اس لمحے میں۔ شاید تم جیسے لوگوں سے ہی یہ دُنیا قائم ہے۔

اپنے ماحول کے بالکل برعکس نئے سال کا اس انوکھے اور نرالے طریق سے آغاز کرنے والا وجود کون تھا۔ وہی جس کو خدا نے بعد میں خلعتِ امامت پہنائی اور وہ آج اہلِ لندن کو بھی اور تمام عالم کو بھی اسی خُدائے واحد کے دَر پر لانے کے لئے پیہم مصروف عمل ہے۔ وہی آج کی دُنیا کا یکتا اور منفرد وجود حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
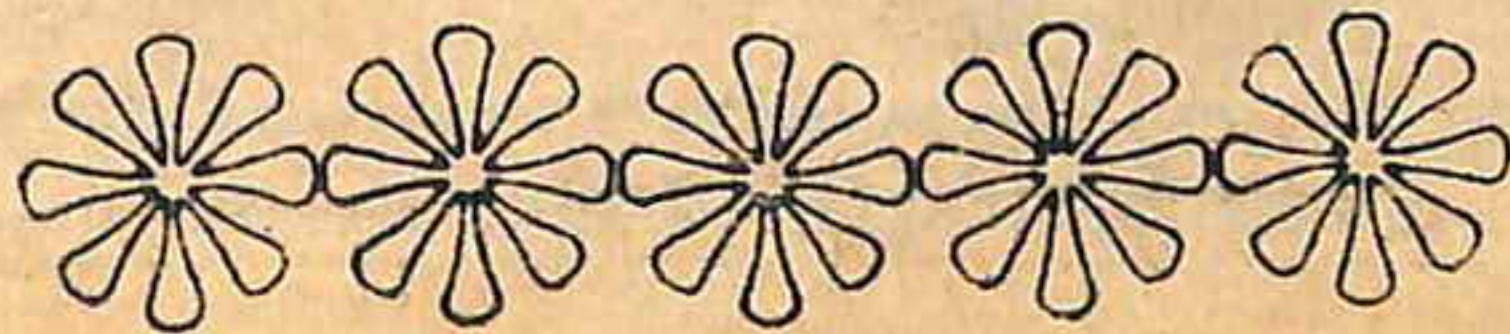
Monthly KHALID RABWAH

Regd. No. L5830

EDITOR
ABDUL SAMEE KHAN

December 1986

نتیجہ مقابلہ حُسنِ کارکردگی ۔ قیادت اضلاع

سال ۸۶-۱۹۸۵ئہ میں حُسنِ کارکردگی کی بناء پر مقابلہ بین الاضلاع میں قیادت خدام الاحمدیہ ضلع کراچی اوّل قرار پائی اور انعامی شیلڈ اور سندِ امتیاز کی حقدار قرار پائی۔

جب کہ قیادت خدام الاحمدیہ ضلع لاڑکانہ دوم اور قیادت خدام الاحمدیہ ضلع لاہور سوم آکر سندات امتیاز کی حقدار قرار پائی ہیں۔

نیز قیادت خدام الاحمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خان چہارم اور قیادت خدام الاحمدیہ ضلع قصور پنجم قرار پائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے یہ اعزاز مُبارک فرمائے اور آئندہ مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ